قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

مباحثہ گوشت خوری

جو

مابین ایک آریہ اور ایک مسلمان بمقام راجہ کا رام پور ضلع ایٹہ ہوا

جس میں

عقلی و نقلی ثبوت سے ثابت کیا گیا ہے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے

حسب فرمایش جناب محمد عبد الغفور خاں صاحب رشیدی

باہتمام محمد ذوالفقار الدین انصاری

۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء

انصاری پریس علی گڑھ میں چھپا

التماس ضروری

مباحثہ گوشت خوری جو مابین منشی محمد عبدالرحمن خاں ساکن حبیب گنج ضلع علی گڑھ و منشی گنگا سہائے آریہ ساکن راجہ کا رامپور بتاریخ ۵ و ۲۲ اپریل ۱۹۲۲ء ہوا تھا اس کو منشی محمد عبدالرحمن خاں بوجہ عدیم الفرصتی و چند وجوہات سے شائع نہیں کرا سکے چونکہ اس وقت عام طور پر ہر مذہب میں گوشت خوری پائی جاتی ہے۔ مگر مذہب ہنود باوجود اس کے کہ اس میں گوشت خور موجود ہیں اور گوشت خوری کی اجازت بھی موجود ہے مگر پھر بھی مذہبی نقطہ خیال سے گوشت خوری سے منکر ہے۔ اس لئے مجھکو ضرورت محسوس ہوئی کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کہ گوشت خوری مذہب ہنود میں بھی جائز ہے یا نہیں یہ مباحثہ بہت کارآمد معلوم ہوا ہے۔ لہذا اب میں حسب اجازت منشی محمد عبدالرحمن خاں اس مباحثہ کو پبلک کے سامنے پیش کرتا ہوں عام مذاہب والے عموماً اور مذہب ہنود والے خصوصاً اس مباحثہ کو شروع سے آخر تک بغور ملاحظہ فرماویں جس سے واضح ہو جاویگا کہ فی الواقع گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے۔ فقط

نیازمند

محمد عبدالغفور خان رشیدی ازایٹہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

دنیا میں گوشت ایک ایسی لطیف اور مفید غذا ہے کہ جس سے غالباً کوئی ذی روح نہیں بچا۔ مگر بعض اشخاص جو کوتاہ عقل اور متعصب ہیں وہ ضرور اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں سنی زمانہ فرقہ آریہ سماج جو محض نادان اور عقل کا دشمن ہے وہ بیچارے یہ نہیں دیکھتے کہ اُن کے گرو سوامی دیانند کیا فرما گئے ہیں اور ہم کیا کر رہے ہیں منجملہ اون کے ایک صاحب راجہ کا رام پور تحصیل علی گنج ضلع ایٹہ (یوپی) ہیں منشی گنگا سہائے آریہ ہیں گو وہ اُردو مڈل پاس ہیں مگر ہنوز املانک درست نہیں ہے اس سے علمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے مگر جناب کو بھی سماج میں دخل ہے اور مخالفت گوشت خوری کے مدعی ہیں۔ اونہوں نے بھی دعویٰ پیش کیا کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے۔ اور احقر سے مباحثہ کی ٹھیری۔

چنانچہ تاریخ مباحثہ ۵ اپریل ۱۹۲۲ء مقرر ہوئی۔ اور جناب بابو سری کشن لعل صاحب پریسیڈنٹ فریقین کی طرف سے مقرر ہوئے۔ لیکن حسن اتفاق سے بابو صاحب موصوف ۵ اپریل کو ایٹہ تشریف لے گئے بدیں وجہ دوسرے پریسیڈنٹ کے انتخاب کی ضرورت پڑی لہٰذا فریقین نے پبلک کے انتخاب پر چھوڑ دیا۔ چنانچہ پنڈت گلزاری لعل صاحب ترویدی (تین ویدوں کا جاننے والا) کو پریسیڈنٹ پبلک نے منتخب کیا۔

یہاں پر یہ بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس قصبہ میں سوائے دس بیس مسلمانوں کے بقیہ تمام آبادی جو تین ہزار سے زیادہ ہے ہندو صاحبان کی ہے۔

پریسیڈنٹ صاحب نے صدر کرسی پر متمکن ہو کر یہ فرمایا کہ ہندو مذہب میں گوشت کھانا جائز نہیں ہے اور مذہب اسلام میں گوشت کھانا جائز ہے منشی گنگا سہائے اپنی کتابوں سے ثابت کریں گے کہ گوشت کھانا ناجائز ہے اگر منشی جی اپنی کتابوں سے ثابت کریں گے کہ گوشت کھانا جائز ہے میں مسلمانوں کی کتابوں سے واقف نہیں ہوں بدیں وجہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔

اس پر میں نے عرض کیا کہ جب میرے مذہب میں گوشت کھانا جائز ہے اور ہماری کتابوں میں اجازت ہے پھر میں اس کو ثابت ہی کیا کروں گا وہ تو خود ثابت ہے۔ البتہ آپ کا جو دعویٰ ہے کہ گوشت خوری ناجائز ہے اور ہماری کتابوں میں اس کی ممانعت ہے۔ لہٰذا میں آپ ہی کی کتابوں سے ثابت کروں گا کہ گوشت خوری کی اجازت ہے اور عقلی دلائل سے بتلاؤں گا کہ فی الواقع گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے۔ منشی گنگا سہائے ثابت کریں گے کہ گوشت خوری کی ان کے مذہب میں اجازت نہیں ہے اور عقلی دلائل سے ثابت کریں گے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے۔ پس آپ دونوں کی بحث کو سنکر فیصلہ دیدیجئے۔ لیکن مہربانی فرماکر آپ اپنی طرف سے کسی فریق کو امداد نہ دیجئے لہٰذا پریسیڈنٹ صاحب اس بات پر رضامند تو ہو گئے مگر موقعہ بہ موقعہ خلاف اصول منشی گنگا سہائے کو امداد دیتے گئے۔ اور خود بھی ان کی طرف سے بحث کرتے گئے۔ حالانکہ وہ صرف منصف تھے۔ اور فیصلہ پر تعصب سے کام لیا۔

یہ مباحثہ نا وقت ہونے کی وجہ سے ختم نہیں ہوا لہٰذا ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء کو پھر ہوا چنانچہ ہم دونوں روز کی بحث کا ایک جگہ درج کرتے ہیں۔ فقط

یہ مباحثہ اب تک اس وجہ سے شائع نہ ہو سکا کہ میں ایڈیٹر میں نہ رہ سکا اب آگیا ہوں۔ لہٰذا چھپوایا گیا۔

خادم قوم

احقر العباد محمد عبدالرحمٰن خاں ولد محمد [illegible] خاں

ساکن حبیب گنج تحصیل و ضلع علی گڑھ

۱۰ اکتوبر ۱۹۲۷ء

۷۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چونکہ میں گوشت خوری کا مدعی تھا اس لئے پریسیڈنٹ صاحب نے مجھ سے تقریر کرنے کے لئے فرمایا۔ لہذا میں نے حسب ذیل تقریر کی۔

دنیا میں جس قدر افراد ہیں وہ کسی نہ کسی مذہب کے ضرور پابند ہیں۔ اور ہر مذہب اپنے کو آسمانی کتاب کا پابند سمجھتا ہے۔ اور جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے اس پر عمل کرتا ہے اور اس کو جائز مانتا ہے خواہ وہ بات دوسرے مذہب میں ناجائز ہی کیوں نہ ہو۔ مذہب کے ہر شخص کا فرض اولیں ہے کہ اپنی مذہبی کتاب کی پابندی کرے۔

یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اس کے مذہب کی کتاب منجانب اللہ ہے اس لئے اس کے اندر جس فعل کے کرنے کو لکھا ہے وہ قدرتاً جائز ہے اور جس فعل کے کرنے کی اجازت نہیں ہے یا ممانعت ہے وہ قدرتاً ناجائز ہے۔ کیونکہ قدرت والے کا کلام ہے پس میں اسی اصول پر بحث شروع کرتا ہوں۔

منو کے دھرم شاستر ادھیائے ۵ مشتر ۱۴ میں منوجی فرماتے ہیں کہ جس کام کے کرنے کے شاستر میں دو طرح کے حکم ہیں اس میں دونوں واجب التعمیل ہیں۔

اس مشتر کی تشریح مترجم نے نہیں کی مگر اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مثلاً گوشت کے کھانے کا حکم بھی ہے اور نہ کھانے کا حکم بھی تو دونوں حکموں کی پابندی کرے۔ میرے بعض احباب سخت پریشان ہوں گے کہ یہ بات قطعی غلط ہے کہ ایک فعل کے دو حکم ہوں یعنی کھانے کی اجازت بھی ہو اور کھانے کی ممانعت بھی۔ میں اونکو سمجھانے کے واسطے عرض کرتا ہوں کہ یہ بات صحیح ہے کیوں کہ

جو گوشت کہ شدہ یعنی پاک ہو اس کی اجازت ہے اور جو گوشت استہ یعنی ناپاک ہو اس کے کھانے کی ممانعت ہو جیسا کہ میں آگے چل کر ثابت کروں گا۔ لیکن کوتاہ عقلوں نے نہ کھانے کے معنی یہ سمجھ لئے ہیں کہ گوشت قطعی کھانا ہی نہیں چاہیئے۔ چاہے وہ کیسا ہی شدہ (پاک) کیوں نہ ہو۔

دہرم شاستر کے پانچویں ادھیائے میں جب بھرگ جی سے رشیوں نے پوچھا کہ جب برہمن دہرم پر قائم ہوں اور وید شاستر بھی جانتے ہوں تو اُن کی موت کیسے اور کیوں ہوتی ہے۔ اُس کے جواب میں بھرگ جی نے چوتھے منتر میں فرمایا کہ وید کے ابھیاس نہ کرنے سے۔ کاہلی کے کرنے سے۔ اچار کو چھوڑنے سے۔ کھانے کے نقص سے اون کو موت مارتی ہے۔

کھانے کے نقص سے بھرگ جی کا یہی مطلب ہے کہ کھانے کے لائق چیزوں کو نہ کھانے سے اور نہ کھانے کی چیزوں کو کھانے سے موت مارتی ہے۔ یہ مطلب تو ہو نہیں سکتا کہ انسان ناج کی جگہ بھوسہ کھاتا ہے تو موت مارتی ہے۔ میں نے اس قدر تمہید کے طور پر عرض کیا ہے اس کی تفصیل عقلی بحث میں آوے گی اب میں پہلے نقلی ثبوت پیش کرتا ہوں اس کے بعد عقلی ثبوت عرض کیا جاوے گا۔

نقلی ثبوت

رگوید اور گوشت

اے اندر دیوتا جیسے بوچڑ (قصائی) گلے کے ٹکڑے کرتا ہے ویسے ہی تو بھی اس بادل کے گرز سے ٹکڑے کرتا کہ مینہ برسے اور زمین پر پانی بہے۔ (رگوید منڈل اول شوکت ۶۱ منتر ۱۶)

اس منتر میں سب سے زیادہ قابل غور لفظ بوچڑ یا قصائی ہے قصائی یا بوچڑ کے معنی

سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے ہر شخص جانتا ہے کہ گوشت کرنے اور بیچنے والے کو کہتے ہیں پس یہ منتر بتلاتا ہے کہ جس وقت کا یہ منتر ہے اس وقت قصائی موجود تھے جس سے پورے طور سے ثابت ہے کہ اُس وقت گوشت جائز تھا۔ علاوہ اس کے کوئی ناجائز بات مثالاً پیش نہیں کی جاتی ہے۔ اسی طرح رگوید منڈل ۶ سوکت ۱۶ میں نہایت محبت کے ساتھ بتلایا گیا ہے کہ گوشت سب سے عمدہ خوراک ہے۔ جس کو میں آگے چل کر آیر وید اور منوسمرتی وغیرہ کے حوالہ جات سے ثابت کروں گا۔ علاوہ اس کے رگوید اشٹک ۲۔ ادھیائے ۳۔ سوکت ۶ میں گوشت کھانے کی صریح اجازت ہے۔

سام وید اور گوشت

لے اندر بھورے گھوڑوں کے ساتھ جو مور کے پروں کی سی دموں سے خوش ہوتے ہیں یہاں آ۔ کوئی تیری اس طرح نہ روکے جس طرح کہ چڑیا چڑیا کو روک لیتے ہیں (سام وید مطبوعہ ۱۸۹۷ء فصل دوئم پرپاٹھک ایک باب سوئم منتر ۴)

لیجئے۔ آپ کے وید بھگوان خود فرماتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں چڑیمار۔ قصائی یعنی بوچڑ بھی تھے۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ جو شخص ذرا بھی عقل سلیم رکھتا ہو وہ کس طرح مان سکتا ہے کہ گوشت نہیں کھایا جاتا تھا علاوہ اس کے اگر گوشت کھانے کی اجازت نہ ہوتی تو ہرگز چڑیمار اور قصائی (بوچڑ) کی مثال ویدوں میں جو کہ کلام الٰہی بتلایا جاتا ہے نہیں ہوتیں۔ اور ملاحظہ فرمائیے

لے اگنی ہم تجھ کو روشن کریں گے تاکہ ہم کو بہت دولت بھیجے۔ پس اے جوان بچھڑے بڑے چڑھاوے (یعنی قربانی) کے واسطے آسمان اور زمین سے ہمارے پاس آنے کو کہہ۔ (سام وید باب اول فصل دوئم پرپاٹھک ۵ منتر ۳) یہ منتر گیہ کی قربانی کے بابت ہے۔ کیوں کہ جوان بچھڑے کا بڑے چڑھاوے کے واسطے آنا۔ ثابت کرتا ہے ورنہ کوئی شخص انصاف و ایمان سے بتلاوے کہ بڑے چڑھاوے سے کیا مطلب ہو سکتا ہے اور پھر اگنی یعنی آگ کو روشن کر کے اس میں چڑھانے سے بھی مطلب ہے۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ جب قربانی کی اجازت تو وید دیویں مگر پرشاد بانٹنے

کی ممانعت کریں۔ یہ سمجھ میں نہیں آسکتا پس یہ لازمی ہے کہ جب یگیہ میں چڑھانے کی اجازت ہو تو کھانے کی بھی ضرور ہے۔ میں آگے ثابت کروں گا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت کروڑوں ہندو گوشت خور نظر آتے ہیں۔ علاوہ اس کے یہ بات مسلمہ ہے کہ الہام سے پہلے جو بات بُری ہوتی تھی۔ الہام کے وقت اس کے نہ کرنے کی بابت حکم ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سام وید فصل دوئم پرپاٹھک ۳ مطبوعہ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۱۰ میں یہ مشورہ فرماتا ہے کہ کچا گوشت کھانے والے کو تو جلا ڈالنا پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ وید سے پہلے آدمی کچا گوشت کھاتے تھے جو کہ صحت انسانی کے واسطے نہایت مضر ہے اس لئے ویدوں نے کچا گوشت کھانے سے روکا جس کے معنی یہ ہیں کہ پکا یعنی پکا کر کھانا چاہئے۔ کیوں کہ پکی ہوئی غذا صحت انسانی کے واسطے بہت مفید ہے۔

یجروید اور گوشت

یہ وید تو مخصوص یگیہ (قربانی) اور آگ وغیرہ کی پرستش سے بھرا پڑا ہے۔ خاص کر چوبیسویں ادھیائے میں تو تمام دیوتاؤں کے نام اور اُن کے نام پر یا اُن کے لئے جو جو جانور قربانی لئے جاویں اُن کی تفصیل پورے طور سے درج ہے۔ مجھ کو تمام نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے صرف کہیں کہیں سے چند منتر بطور نمونہ کے نقل کرتا ہوں۔

یجروید باب ۲۹ منتر ۔ اے منشو جیسے سچا آدمی گائے وغیرہ حیوانوں سے گائے وغیرہ حیوانوں کو بنانے کی ترکیب کے ساتھ بنی ہوئی عمدہ چیزوں سے ہون کرنے لائق عمدہ چیزوں کو اور گایتری وغیرہ چھندوں کے علم سے آگ کی روشن کرنے والے عمدہ سمدھا دن کو بذریعہ یگیہ دھرم کیا کرنے کو پہونچتا ہے ویسے ہی اُن کو تم بھی پہونچو۔ مطلب دنیا میں بہت سے جانوروں والا ہوم کرکے یگیہ شیش کھانے والا وید دان جب سچی ترکیب کر سکتا ہے تب ہی دنیا میں تعریف پاتا ہے اس منتر کا مطلب صاف ہے کہ جو شخص دنیا میں اپنی تعریف اور نیک نامی کا خواہش مند ہو وہ بہت سے جانوروں کی قربانی کرکے آگ میں گایتری وغیرہ چھندوں سے ہون کرے۔ کہئے مہاشے جی آپ کی آریہ سماج کا وہ دعویٰ

کہ کھانے اور بیچنے وغیرہ کے لئے کسی جیو کو مارنا ویدوں میں نہیں لکھا ہے کہاں گیا۔ اس کی اصلیت یوں ہے کہ زیادہ تر سماج والے ملکی۔ مذہبی اور نسلی تعصب میں پھنس کر ایسے اندھے ہو جاتے ہیں کہ جان بوجھ کر بھی جھوٹ سے کام لیتے ہیں وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ سوائے ہمارے اور کوئی دوسرا اس راز سے واقف نہیں ہے۔ افسوس ہے ایسے سماج والوں پر کہ جو اپنے چوتھے اصول کی قطعی پابندی نہیں کرتے۔ اب میں وہ منتر پیش کرتا ہوں جن کا ترجمہ دیانند جی مہاراج نے کیا ہے۔

یجروید ۲۱/۴۴ اے دان دینے والے! دان لینے والے پرش کو چاہئے کہ وہ اچھی طرح سے پسی ہوئی اور خوب بڑھنے والی اشیاء کو لے۔ سورج اور چاند کی روشنی میں بڑھنے والی گھاس کو کھانے والے بکرے اور دیگر دینے کے لائق اشیاء کو ایک سندر استھان میں نمی کے کنارے لے جائے۔ اسی طرح وہ مینڈھے اور دیگر گرہن کرنے کے لائق پدارتھوں کو سندر استھان میں لیجا کر جاہ و حشمت والے مہاشے کی خوشنودی حاصل کرے اسی طرح دیگر دینے کے لائق اور من کو کھینچنے والے پدارتھوں کو ایک عمدہ جگہ میں آگ روشن کر کے جہاں پر نباتات اور سبزہ زار ہو۔ دل کو فرحت دینے والی ہوا چل رہی ہو۔ بڑ وغیرہ درختوں کا سایہ ہو۔ پینے کے لائق پانی موجود ہو زمین صاف ستھری ہو وہاں پر ان تمام اشیاء کو حسب موقعہ ترتیب وار کام میں لائے۔ اور جاہ و حشمت والے پرش کا آدر سکار (تواضع) کرتا ہوا خود بھی اُن کا سیون (استعمال) کرے۔ اور ان کو اچھے دیوہار میں استعمال کرے۔ جس طرح سورج اپنی کرنوں سے اور آگ اپنی حرارت سے سب کی رکھشا کرتے ہیں اسی طرح اُن کے ذریعہ پکے ہوئے پدارتھوں کا تو سیون کر۔ نباتات کی رکھشا کر۔ اور اُن کو دھارن کرتا ہوا یگیہ کیا کر۔

پیارے سامعین آپ نے اس ترجمہ پر غور کیا۔ گو اس میں پنڈت دیانند سرستی نے اپنی دانست میں بہت ہی کھینچ تان سے کام لیا ہے۔ مگر پھر بھی مطلب صاف ہے۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ کیا سورج خاک اڑانے سے چھپ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب آپ ذرا غور فرما دیں کہ پرمیشور فرماتا ہے کہ ایک عمدہ صاف ستھرے مقام پر جہاں برگد وغیرہ زبردست سایہ دار درخت ہوں۔ عمدہ ہوا بھی چل رہی ہو۔ سبزہ زار بھی ہو۔ دریا کا کنارہ بھی ہو۔ پانی پینے کو بھی ہو اور تمام تفریح و ضروریات

کا دیگر سامان بھی موجود ہو۔ ایسے مقام پر بکرے۔ مینڈھے اور دیگر کھانے کے لایق تمام چیزوں کو سجا کر جاہ وحشمت والے مہاشے کی خاطر داری اور تواضع کرتا ہوا خود بھی اون کا استعمال کرے۔ اس موقعہ پر میرے دوست کو یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ بکرے دمینڈھے وغیرہ کے پکانے اور کھانے کا ذکر نہیں ہے اس لئے جواز گوشت خوری نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا میں اس کا یہ جواب پیش کروں گا کہ ایک عمدہ جگہ میں بکرے اور مینڈھے وغیرہ کھانے کے لایق چیزوں کو سجا کر مہاشے کا آدر ستکار کرنے سے کیا مطلب ہے۔ کیا مہاشے کے ساتھ بکرے اور مینڈھے کی لڑائی ہوگی یا اُن پر مہاشے کو چڑھا کر شکار ہوگا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جو شخص ملکی۔ مذہبی۔ یا نسلی تعصبات سے پاک ہوگا وہ فوراً کہدے گا کہ اس منتر سے یہی مطلب ہے کہ بکرے اور مینڈھے وغیرہ تمام اشیاء کو جاہ وحشمت والے مہاشے کو کھلا دے اور خود بھی کھا دے۔ اور ملاحظہ فرمائے۔

یجروید ۲۴/۴۴ اے انسانوں! جس طرح جانوروں کے گنوں کو جاننے والا منش آگ کے لئے مرغوں کو۔ بغیر پھول کے درختوں کے لئے الوؤں کو اگنی اور سوم کے لئے نیل کنٹھ کو۔ سورج اور چاند کے لئے موروں کو۔ متر اور ورون کے لئے کبوتروں کو اچھی طرح حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی حاصل کرو۔

یجروید ۲۴/۴۴ اے انسانوں! جس طرح جانوروں کا کام جاننے والا منش جاہ وحشمت کے لئے بٹیروں کو۔ پرکاش کے لئے کولک نام جانوروں کو دودانوں کی استری کے لئے گیدڑوں کو۔ مارنے والے جانوروں اور دودانوں کی بہنوں کے لئے کولبک جانوروں اور آگ کی مانند درتمان اور گھر والوں کی پرورش کرنے والے کے لئے روشن پکشیوں کو حاصل کرتا ہے اسی طرح تم بھی کرو۔

یجروید ۲۴/۴۵ اے انسانوں! جس طرح وقت کا جاننے والا دن کے لئے نرم آواز نکالنے والے کبوتروں رات کے لئے سچاپو نام جانوروں۔ دن رات ملنے کے دونوں وقتوں کے لئے جنتو نام کے جانوروں۔ مہینوں کے لئے کالے کوؤں اور سال کے لئے بڑے خوبصورت

پروں والے پکشیوں کو اچھی طرح حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی حاصل کرو۔

یجروید ۲۴/۲۴ اے انسانو! جس طرح پشوں کے گن کو جاننے والا اگنی وغیرہ کے لئے رشی جاتی کے ہرنوں۔ ہران وغیرہ رودروں کے لئے روجہ نامی پشوؤں۔ بارہ مہینوں کے لئے نینگ نام کے پشوؤں۔ تمام دوداوں کے لئے پرشت جاتی کے ہرنوں درسدمی کو حاصل کرنے والے دوداوں کے لئے کلنگوں کو اچھی طرح حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی کرو۔

یجروید ۲۴/۲۸ اے راجہ! جو انسان صاحب قدرت کے لئے اور آپ کے لئے پرشت نامی ہرن کو۔ متر کے لئے سفید رنگ کے ہرنوں کو۔ وردں کے لئے بھیسوں کو۔ برہسپتی کے لئے نیل گائے کو۔ ورنوشما کے لئے اونٹوں کو بھلی پرکار حاصل کرتا ہے۔ وہ مالا مال ہوتا ہے۔

یجروید ۲۴/۲۹ جو انسان پرجا پالنے والے راجہ کے لئے پرشوں آدمیوں اور ہاتھیوں کو۔ بائی کے لئے پلشی نام کے چوہوں۔ انگ کے لئے مشکان نامی جنتوؤں۔ کان کے لئے بھوروں کو حاصل کرتا ہے وہ مضبوط حصوں والا ہوتا ہے۔

یجروید ۲۴/۳۰ پرجا کی پالنا کرنے والے اور اس کے بندھیوں کے لئے دایو اور دا توسے سمندھ رکھنے والے پدارتھوں کے لئے نیل گائے۔ وردن دیوتا کے لئے جنگل کا مینڈھا۔ انصاف کرنے والے کے لئے کالا ہرن۔ راجہ کے لئے شیر کے لئے بندر اور لال ہرن۔ سرشیت انسان کے لئے نیل گائے۔ باز کے لئے بطخ۔ نیلے رنگ کے چھوٹے کیڑے کے لئے چھوٹا کیڑا یا مکھی کو مارنے والے شنتو مار سمندر دیوتا کے لئے۔ اور سرہ فلک پہاڑوں کے لئے ہاتھی بنایا گیا ہے

پیارے بھائیو! ذرا انصاف تو کرو کہ ان تمام منتروں سے گوشت خوری ثابت ہے۔ اگر نہیں ہے تو آپ ہی فرمادیں کہ جنگل کا مینڈھا انصاف کرنے والے کے لئے اور کالا ہرن راجہ کے لئے بشیر کے لئے بندر اور لال ہرن۔ اچھے آدمی کے لئے نیل گائے۔ باز کے لئے بطخ بنایا گیا ہے اڑیہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ باز کے لئے بطخ اور شیر کے لئے لال ہرن وغیرہ وغیرہ

بنائے گئے ہیں تو بانس لٹھ کا شیر لال ہرن کا کیا کرے آیا اس پر سواری کرے یا اس کو پیار کرے۔ یہ بات تمام دنیا اور بچہ بچہ جانتا ہے کہ بانس اور شیر گوشت خور جانور ہیں پس یہ جانور یعنی لٹھ بانس کے۔ لال ہرن شیر کے کھانے کے لئے بنائے ہیں۔ اسی طرح سے اچھے آدمی کے کھانے کے لئے نیل گائے۔ راجہ کے کھانے کے لئے کالا ہرن بنایا گیا ہے یہی بات ہر منتر سے ثابت ہے۔

دیانند سرستی نہایت ہوشیار اور پالیسی کا آدمی تھا۔ اس کو تواریخ اور واقعات کی بنا پر معلوم تھا کہ بودھ اور جینی ہندو مذہب سے اسی وجہ سے نکل گئے ہیں کہ ویدوں میں گوشت خوری اور جیو ہتیا ہے اور نئی زمانہ بہت سے ہندو بھی گوشت خوری کو برا سمجھتے ہیں اس لئے دیانند سرستی نے اس قدر گول اور مہمل معنی کر دیئے ہیں اور واقعہ بھی یہی ہے۔ کیوں کہ منتر ۲۳ الغایت ۲۹ میں ایک لفظ لبھست آیا ہے جس کے معنی کسی منتر میں اچھی پرکار حاصل کرنا اور کسی منتر میں بھلی پرکار حاصل کرنا تحریر کیا ہے لیکن در اصل اس کے معنی قربان یا قربانی کرنا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پنڈت دیانند سرستی نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ لفظ قربانی یا قربان کرنا نکال دیا جاوے گا تو منتر تو منسوخ نہیں ہو جاوے گا۔ لیکن منتر کی ترتیب الفاظ اور واقعات کی بندش پر غور کیا جاتا ہے تو ایک سمجھ دار شخص فوراً اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ یہ منتر قربانی اور جواز گوشت خوری کی بابت ہیں۔ اب میں صرف ایک منتر جو اس سے بھی صاف معنی رکھتا ہے پیش کر کے اس وید کو ختم کرتا ہوں۔

یجروید $\frac{۲۹}{۵۹}$ اے انسانو تم قابل تعریف فوج والے وگیان یکست سپہ سالار کے لئے لال دھبوں والا بیل سورج کی کرن دار نیچے حصہ میں سفید رنگ والے طاقت دینے والے سنہری دانت دو دانوں کے سمندھی جنگلی بکرے اور پیلے رنگ کے پشو۔ دایو دیوتا والے خاکی رنگ والے۔ اگنی دیوتا والا کالا بکرا۔ پانی کے گنوں والے بھیڑ اور جل کے گنوں والا تیز رفتار پشو کام میں لاؤ۔

چوں کہ اس منتر میں بھی گول باتیں ہیں اس لئے سوال ہوتا ہے کہ سپہ سالار کے لئے بیل۔ جنگلی بکرے بھیڑ۔ کالا بکرا اور طرح طرح کے جانور کس طرح کام میں لائے جاویں آیا سپہ سالار کے آگے پیچھے باندھے جاویں یا اس کے گلے میں لٹکائے جاویں یا کس طرح سے مہربان من

یہاں پر کام میں لانے سے بھی یہ مطلب ہے کہ بیل بکرے بھیڑ اور دیگر جانوروں کا گوشت سپہ سالار کو کھلانا چاہیئے۔ گو ان تمام حوالہ جات سے کافی سے زیادہ روشنی گوشت خوری پر پڑتی ہے مگر میں قریب قریب تمام کتب معتبرہ سے حوالہ جات پیش کروں گا تاکہ میرے دوست کو کوئی اعتراض کا موقعہ نہ رہے۔

اتھروید اور گوشت خوری

اس ویدکی بابت خود اہل ہنود میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ آریہ لوگ کہتے ہیں کہ وید الہامی ہے اور بقیہ تمام سناتن دھرم والے کہتے ہیں کہ الہامی تو نہیں ہے مگر تینوں ویدوں کا لب لباب یعنی خلاصہ ہے گویا تینوں ویدوں کا ماخوذ ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ وید نہ ماخوذ ہے نہ الہامی۔ کیوں کہ ماخوذ اس لئے نہیں ہے کہ تینوں ویدوں کا کوئی منتر اتھروید کے کسی منتر کے مطابق نہیں ہے۔ اور الہامی اس وجہ سے نہیں ہے کہ اس کا کہیں بھی وجود نہیں ہے جیسا کہ بقیہ تین وید کا ہے۔ حسب ذیل حوالہ جات اتھروید کے غیر الہامی ہونے کی بابت پیش کرتا ہوں۔

(۱) یجروید ہے اے عالم! جس طرح انسان زمین پر پیدا ہو کر عالموں کے کرنے کے لائق یگیہ۔ پوجن یا دانوں کو حاصل کرتے ہیں یا جس ملک میں رگوید۔ سام ویدا ور یجروید کے منتروں میں بیان کئے ہوئے۔ اعمال۔ مال و متاع کی تحصیل کے لئے اعلیٰ اعلیٰ علوم وغیرہ کی خواہش یا اناج وغیرہ سے دکھوں کو نابود کرتے ہوئے سب وہ دان لوگ سکھوں کو پراپت ہوتے۔ ان کا سب پرکار سے استعمال کرتے اور سکھی رہتے ہیں الخ۔ ....

(۲) یجروید اے اس سبھوں سے جس کے لئے ہوم کیا جاتا ہے اُس یگیہ (پرمیشور) سے رچا اُس (رگوید) سامائیں (سام وید) پیدا ہوئے اور اسی سے چھندیں (عروض) پیدا ہوئیں۔ اس ہی سے یجروید پیدا ہوا۔

یجروید ۳۶/۱ میرے تمامیں پران اور اُپان درشٹہ ہوں۔ میری زبان فصیح و بلیغ ہو۔ میں جسمانی طاقت کو حاصل کروں۔ رگوید روپ بانی کو حاصل کروں۔ منن کرنے والے اشٹ کرن کی مانند یجروید کو حاصل کروں۔ پاسنا کی سادھک سام وید کو حاصل کروں۔ روشن بینائی اور صحیح سلامت کانوں کو حاصل کروں۔

سایں بھاشیہ رگوید مطبوعہ بمبئی صفحہ ۳ ۔ اگنی۔ وایو۔ ادتیہ (سورج) کے ذریعہ سے وید نازل ہوئے ایترے برہمن۔ رگوید اگنی سے پیدا ہوا۔ یجروید وایو سے پیدا ہوا۔ سام وید ادتیہ سے پیدا ہوا۔

گوپتہ برہمن۔ اگنی سے رگوید وایو سے یجروید۔ ادتیہ سے سام وید پیدا ہوئے۔

شت پتہ برہمن۔ اگنی سے رگوید وایو سے یجروید ادتیہ سے سام وید پیدا ہوئے۔

منوسمرتی ۱/۲۳ بھریگیہ کے پورا کرنے کے واسطے اگنی۔ وایو۔ ادتیہ رشیوں کے دل میں وید کا پرکاش کیا۔ اسی طرح منوسمرتی ۳/۲۳۱ ۔۱۲۳۔۱۲۴۔۱۱۱۔۱۱۲ میں بھی صرف تین ہی وید کا ذکر ہے۔ پس جملہ حوالہ جات سے ثابت ہے کہ نہ اتھروید کا نام ان حوالہ جات میں آیا نہ ہی انگرا رشی کا ذکر ہے جس پر اتھروید کا نزول بتلایا جاتا ہے لہذا جب اتھروید نہ ماخوذ ہر سہ وید ہے نہ وہ الہامی ثابت ہوا اور نہ اس کے مصنف کا پتہ ہے اس صورت میں اس کو بحث میں لینا ایک بیکار سی بات ہے۔ کیوں کہ وہ مستند بھی نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس کو چھوڑا جاتا ہے۔

منوسمرتی اور گوشت

ویدک دھرم میں ویدوں کے بعد اگر کوئی کتاب مستند اور پورانی مانی جاتی ہے تو وہ منوسمرتی ہے جس کو خود پنڈت دیانند سرستی نے بھی مستند تسلیم کیا ہے اور شروع دنیا سے ہونا مانا ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۹۸ء گیارھویں باب و رگوید بھاشیہ بھومکا مطبوعہ ۱۹۰۴ء) پس ویدوں کے بعد منوسمرتی کے حوالہ جات قابل ملاحظہ ہیں اس کے بعد دیگر کتب سے حوالہ پیش کروں گا۔

قبل اس کے کہ میں حوالہ جات پیش کروں پہلے یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ منوسمرتی ویدوں کے مطابق ہے یا نہیں۔ منوجی مہاراج ادھیائے ۲ منتر ۷ میں فرماتے ہیں کہ سب باتوں کے جاننے والے منوجی نے جس کا جو دھرم اس شاستر میں کہا ہے وہ سب ویدمیں ہے باقی رد شمنی بعد میں ڈالوں گا۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) منو ۵/۲۲ ہر مہینہ جو شرادھ کیا جاتا ہے وہ ایشور ہادی کہلاتا ہے اوس کو اچھے مانس (گوشت) سے کرنا چاہیئے۔

(۲) منو ۵/۳۰ پنڈتوں کے ان۔ دو دھ۔ سوم لتا کا رس۔ نیا بنا ہوا مانس بے بنا ہوا۔ میندھ تک وغیرہ یہ سب سوبھاؤ سے ہویہ (یعنی دیوتاؤں کا حصہ) کہلاتے ہیں۔

(منو) اس منتر کے متعلق یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب سام ویدمیں کچا گوشت کھانے کی ممانعت ہے اور اس منتر میں بے بنا مانس یعنی کچا گوشت لکھا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ منوجی مہاراج نے اسی بات کی تشریح کی ہے کہ کچا گوشت انسانوں کو اس وجہ سے نہیں کھانا چاہیئے کہ وہ دیوتاؤں کا حصہ ہے یعنی بذریعہ ہون کے یہ کچا گوشت دیوتاؤں کو پہونچایا جاتا ہے۔ لہذا اب کسی سماجی یا غیر سماجی جو ہندو ہیں کسی کو یہ کہنے کی گنجایش نہیں ہے۔ کہ منوسمرتی ویدوں کے مطابق نہیں ہے اور یہ کہ اس میں گوشت خوری کے منتر وام مارگیوں نے بڑھا دیئے ہیں آگے چل کر اور بھی تشریح کروں گا۔ اور ملاحظہ فرمائیے۔

(۳) منو ۵/۴۸ مچھلی کے گوشت سے دو مہینہ تک اور ہرن کے گوشت سے تین مہینہ تک اور بھیڑ کے گوشت سے چار ماہ تک اور پرمہ جانور کے گوشت سے پانچ ماہ تک پتر آسودہ رہتے ہیں۔

(۴) منو ۵/۴۹ بکرا کے گوشت سے چھ ماہ تک چتر گرگ کے گوشت سے سات مہینہ تک این نام ہرن کے گوشت سے آٹھ ماہ تک اور رورو نام ہرن کے گوشت سے نو ماہ تک پتر آسودہ رہتے ہیں۔

(۵) منو ۳/۲۷ جنگلی سؤر یا بھینسے کے گوشت سے دس ماہ تک ، خرگوش یا کچھوا کا گوشت سے گیارہ ماہ تک۔

(۶) منو ۳/۲۷ گئو کے دودھ سے یا اُس کی کھیر سے ایک برس تک ، اور ایسا بکرا جس کے دونوں کان پانی پیتے وقت پانی کو چھوئیں اور سفید رنگ ہو اور اندری جس کی چھین (یعنی خصہ یا بدھیا یا نامرد یا خصی) ہو اس کے گوشت سے بارہ برس تک (پتر آسودہ رہتے ہیں)۔

(۷) منو ۳/۲۷ کال شاک اور مہاشلک ، یک قسم کی مچھلی ، اور گینڈا اور لال بکرا۔ ان سب میں سے کسی کا گوشت دینے سے ورمدہ اور نبی سے بے انتہا برس تک پتر آسودہ رہتے ہیں۔

(۸) منو ۳/۲۷ جب نیا غلہ پیدا ہو اس وقت توسیہ اشٹ سے ہون کرنا اور فصل کے آخر میں چترماس یگیہ ہے اور دونوں ایں میں پشو سے ہون کرنا چاہیئے ۔ ورسال کے آخر میں اگشوم وغیرہ یگیہ کرے۔

(۹) منو ۳/۲۷ جو براہمن اگن ہوتری زیادہ عمر ہونے کی خواہش رکھتا ہو وہ نیا غلہ جب تک اُس غلہ سے یگیہ نہ کرے اور پشو کا مانس جب تک اُس سے یگیہ نہ کرے دونوں کو بھوجن نہ کرے۔

(۱۰) منو ۳/۲۷ جو اگ نیا غلہ اور پشو کے مانس سے آسودہ نہیں ہوتی ہے وہ اُس آدمی کے پران کو بھوجن کرنے کی اچھا خواہش کرتی ہے جس نے نئے غلہ اور پشو کے مانس سے یگیہ نہیں کیا اور کھانے لگا۔

(۱۱) منو ۳/۲۷ دیوتا اور پتروں کو چھوڑ کر اپنے واسطے تل ، ماہ ، بھات ، دودھ ، گڑ ، گیہوں کے آٹا سے تیار کیا ہو ، پکوان ، کھیر ، مال پوا ، اور جو جانور منتر سے شدہ نہیں کیا گیا اس کا مانس ، اور جو ان دیوتا کے واسطے بنایا گیا ہو اور اُن کو بھوگ نہ لگایا گیا ہو اور جو ہویہ (دیوتاؤں کا حصہ) ہون کے واسطے بنا۔ اور ہون نہیں ہوا۔ ان سب کو دیوتا اور پتروں کو بھوگ لگائے بغیر نہ کھا دے۔

(۱۲) منو ۵/۱۱ کچے گوشت کے کھانے والے گدھ وغیرہ پرند۔ گاؤں میں رہنے والے کبوتر وغیرہ پرند۔ ایک کھر والے جانور باستثنائے ان کے جو شتر میں کھانے کے لائق ہے

سگے ہیں اور ٹیڑھی مان سب کو نہ کھاوے۔

(۱۳) منو ۵/۱۲ گورا جل میں پیر نے والے ہنس۔ چکور۔ گاؤں کا رہنے والا مرغا۔ سارس۔ رجوال۔ بندر جل کاگ۔ طوطا۔ مینا۔ ان سب کو بھی نہ کھاوے۔

(۱۴) منو ۵/۱۳ چونچ سے کھانے والے بڑے پیر نام جانور وغیرہ۔ اڑیل وغیرہ ٹیڑھی وغیرہ۔ ناخن سے نوچ کر کھانے والے باز وغیرہ۔ پانی میں ڈوب کر مچھلی کھانے والے جانور۔ قصاب کے گھر کا مانس۔ سوکھا ہوا مانس۔ ان سب کو بھی نہ کھاوے۔

(۱۵) منو ۵/۱۴ بگلا اور بلاکا دوسرے قسم کا بگلا۔ نہایت سیاہ زاغ مگرمچھ مچھلی کھانے والے پرند گاؤں کا سؤر۔ اور مچھلی ان سب کو بھی نہ کھاوے۔

(۱۶) منو ۵/۱۵ جو جیو جس کے مانس کو کھاتا ہے وہ اُس کا کھانے والا کہلاتا ہے جیسے مچھلی سب کا مانس کھاتی ہے اور اس کو جس نے کھایا وہ گویا سب کا مانس کھا چکا اس لئے مچھلی کھانا نہ چاہئے۔

(۱۷) منو ۵/۱۷ جو جاندار اکثر اکیلے رہتے ہیں مثل سانپ وغیرہ اور جو جانے ہوئے نہیں ہیں۔ ہرن پرند وغیرہ اور پانچ ناخن والے بندر وغیرہ ان سب کو بھی بھوجن نہ کرے۔

(۱۸) منو ۵/۱۹ گگرمتا۔ گاؤں کا رہنے والا سؤر۔ لہسن۔ پیاز۔ گاؤں کا مرغا۔ گاجر۔ ان سب کو جان کر بھوجن کرے تو پتت (ذات سے گرجانا) ہو جاتا ہے یعنی اپنے دھرم سے گر جاتا ہے۔

(۱۹) منو ۵/۱۶ راجیو سنگھ۔ نند شلک۔ پیسنا دھو۔ ان سب کو دیوتا اور پتروں کو بھوگ لگا کر کھانا چاہئے۔

(۲۰) منو ۵/۱۸ پانچ ناخن والوں میں ساہی گینڈا۔ کچھوا۔ کھرہا۔ کھانے کے لایق ہیں اور اونٹ کو چھوڑ کر ایک طرف دانت رکھنے والے علاوہ اُن کے جن کی ممانعت ہے کھانے کے لائق ہیں۔

(۲۱) منو ۵/۲۲ یگیہ کے واسطے اور نوکروں کے واسطے اچھے ہرن اور پکشی (پرند) مارنا چاہئے۔

(۲۲) منو ۵/۲۳ اگلے زمانہ میں رشیوں نے یگیہ کے واسطے۔ کھانے کے لایق ہرن اور پکشیوں

کو مارتا ہے

منو ۵/۲۷ - پروکش نام سنسکار سے جو مانس بند ہے اور یگیہ میں ہون کرنے سے جو مانس بچا ہے ان دونوں طرح کے مانس کو بھوجن کرے اور جب کہ بھوک سے جان جاتی ہو اس وقت بھی مانس کا بھوجن کرے۔

(۲۴) منو ۵/۲۸ استھاور (ساکن) جنگم (متحرک) جتنی چیزیں دنیا میں ہیں وہ جان کی غذا ہیں یہ بات کو سری برہماجی نے کہا ہے۔

(۲۵) منو ۵/۳۰ کھانے کے لائق جانوروں کو کھانے سے کھانے والے کو دوش نہیں ہوتا ہے کیونکہ کھانے کے لائق جانور کو اور نہ کھانے والے جانور کو برہماجی نے پیدا کیا ہے۔

(۲۶) منو ۵/۳۱ یگیہ کی نمت (نیت سے) مانس کو بھوجن کرنا شاستر کی بدھ ہے سوائے اس کے اور مانس بھوجن کرنا راکشسی بدھ ہے۔

(۲۷) منو ۵/۳۲ مول لائے ہوئے مانس کو دیوتا اور پتروں کو بھوگ لگا کر کھانے سے پاپ نہیں ہوتا ہے۔

(۲۸) منو ۵/۳۵ شاستر کی بدھ سے جو مانس شدہ ہے اُن کو جو آدمی نہیں کھاتا وہ پرلوک میں اکیس جنم تک پشو ہوتا ہے۔

(۲۹) منو ۵/۳۶ جس مانس کا سنسکار نہیں ہوتا۔ اُس کو برہمن کبھی نہ کھاوے اور ہمیشہ شاستر کے موافق رہ کر منتر سے سنسکار کئے ہوئے مانس کو کھایا کرے۔

(۳۰) منو ۵/۳۹ سری برہماجی نے آپ سے آپ یگیہ کے واسطے پشو کو پیدا کیا اس سے یگیہ میں جو بدھ ہے یعنی قتل جیسے ہوتا ہے وہ بدھ نہیں کہلاتا۔

(۳۱) منو ۵/۴۰ اَن۔ پشو۔ درخت۔ پرند۔ کچھوا وغیرہ یہ سب یگیہ کے واسطے مارے جانے سے اوتم ذات کو دوسرے جنم میں پاتے ہیں۔

(۳۲) منو ۵/۴۱ مدھ پرک۔ یگیہ۔ دیو کرم۔ پتر کرم۔ ان سب میں پشو کو مارنا چاہئے۔ اور اور کرم میں

نہ مارنا چاہیئے۔اس بات کو برہما جی نے کہا ہے۔

(۳۳) منو ۵/۴۴ ایسے کرموں میں پشو کو مار کر وید کے اصل مطلب کو جاننے والا برہمن آپ کو اور اس پشو کو اوتم گت کو پہونچاتا ہے۔

(۳۴) منو ۵/۴۴ جو ہتیا اس دنیا میں وید کے حکم کے موافق ہے اُس کو ہتیا یعنی جان کشی نہ جاننا چاہیئے کیوں کہ وید ہی سے دھرم نکلا ہے۔

(۳۵) منو ۵/۱۳۱ کتا۔ شیر۔ باز پیادہ وغیرہ ہرن کے مارنے سے اوقات بسر کرنے والا ان سب سے جو جانور کھانے کے قابل مارا گیا ہو اُس کا گوشت شرادھ وغیرہ اتسو بھوجن میں پاک ہے منو جی نے کہا ہے۔

میں نے منوسمرتی سے بوجہ خوف طوالت صرف ۳۵ حوالہ جات پیش کئے ہیں جس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ دھرم شاستر میں تمام باتیں موجود ہیں کہ کس کس جانور کا گوشت نہ کھانا چاہیئے اور کس کس جانور کا گوشت کھانا چاہیئے۔ اور کھانے کا گوشت بھی کیسا ہو کہ وید ریتی شدھ کیا ہوا۔

پیارے ناظرین میرے حوالہ جات بحر وید اور منوسمرتی کو پہلو بہ پہلو ملا کر دیکھیں گے تو اُن کو یقین ہو جائے گا کہ منو جی مہاراج نے بحر وید وغیرہ کے ان منتروں کی جن میں گوشت کھانے اور نہ کھانے کا حکم ہے کما حقہ تشریح کر دی ہے۔

اس وقت میرے قابل دوست کو یہ اعتراض ہو گا اور نیز تمام آریہ سماجیوں کو ہے کہ جب منوسمرتی میں اکثر جگہ ایسے منتر پائے جاتے ہیں کہ جن میں گوشت خوری کی ممانعت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ منتر جو گوشت خوری کے جواز میں ملائے ہوئے ہیں۔ بدیں وجہ قابل ماننے کے نہیں ہیں۔ لہٰذا میں اس اعتراض کا بھی جواب عرض کرتا ہوں۔

منو جی مہاراج اپنے دھرم شاستر کے ادھیائے ۲ منتر ۱۴ میں فرماتے ہیں کہ جس کام کے کرنے میں شاستر دو طرح کے حکم لکھتا ہے اُس میں دونوں واجب التعمیل ہیں۔ اس بات کو اچھی طرح سے پنڈتوں نے کہا ہے۔

غالباً یہ منتر بھی آپ کو مشتبہ معلوم ہوگا کیوں کہ سماج کے نزدیک ایک ہی کام کے لئے دو طرح کے حکم نہیں ہو سکتے ہیں۔ مثلاً زنا کرنے کی اجازت بھی ہو اور اُس کی ممانعت بھی ہو۔ مگر میں عرض کر دوں گا فی الواقع ایک ہی کام کے لئے دو حکموں کی ضرورت ہے کیوں کہ جو زنا یعنی صحبت داری منکوحہ عورت سے کی جاوے گی اُس کے لئے تو اجازت کی ضرورت ہے اور بقیہ تمام غیر عورتوں سے زنا کی اشد ممانعت ہے۔ اسی طرح سے یہ منتر تمام ایسے کاموں کے لئے جس میں دو حکموں کی ضرورت ہے حاوی ہے۔ اب ہم نفس مطلب ہی کو لیتے ہیں کہ جہاں کہیں اور جس منتر میں گوشت خوری کی ممانعت ہے وہ اُس گوشت کے لئے ہے جو وید کے منتروں سے شدھ کیا ہوا نہیں ہے۔ اور جو شدھ کیا ہوا ہے یعنی جس گوشت کا سنسکار منتروں سے کر لیا ہے اُس کے کھانے کی ہر حالت میں اجازت ہے جیسا کہ منوجی نے ادھیائے ۵ منتر ۲۰ میں تحریر کیا ہے۔ اب بھی آپ ان منتروں کو ملا ہوا ایسی صورت میں بتلا دیں جب کہ وہ بیدوید کے منتروں کے عین مطابق ہوں تو آپ سے زیادہ دُنیا میں ہٹ دھرم ضدی کون ہو سکتا ہے

اپنشد اور گوشت

برہدارنیک اپنشد ادھیائے ۸ برہمن ۴ منتر ۱۔ جو چاہے کہ میرا پتر پنڈت ست امت بولنے والا۔ دشمنوں کو جیتنے والا۔ آپ نہ ہارنے والا جنگ گون۔ نرجھتا کرنے والا سبانی بولنے والا سب وید انگ ودیا کا پڑھنے اور پڑھانے تتھا سروایوگی بھوگنے والا ہو تو وہ گوشت کا پکا دیتا کر کے کھا دے تو وہ ایسے پتر پیدا ہونے کا امکان ہے۔

بشہ حصدرا دھیائے ۸ برہمن ۴ منتر ۱۸۔ جو پرش یہ چاہے کہ میرا پتر نریت بکھیات پرگلبھ سندر ارتھ والے بانی بولنے والا۔ ویدوں کا ودکتا۔ سمپورن آیو کا بھوگنے والا ہو دے تو وہ پرش جوان بیل اتھوا اس کے کچھ زیادہ عمر والے بیل کا مانس چاولوں کے ساتھ پکا کر اس میں گھی ڈالکر عورت کے ساتھ کھاوے۔

ایرویدا اور گوشت

ایرویدا دہیائے ۲۶ -(۱) سوکھا گوشت ستھرا ہوتا ہے اور چکنا گوشت طاقت کو بڑھاتا ہے مرغوب الطبع ہے اور طاقت۔ عقل۔ اوستھار (عمر) ویریہ (نطفہ) کو بڑھاتا ہے۔

(۲) گھی میں گوشت بنا ہوا ہلکا ہوتا ہے ہاضمہ کو تیز کرتا ہے عمدہ ہے مرغوب خاطر ہے اور نظر کو صاف کرتا ویریہ میں گرم نہیں ہے پت کو ہٹاتا ہے اور عمدہ ہے۔

(۳) شوربہ طاقت پیدا کرتا ہے۔ دمہ۔ گٹھیا تین قسم کی بیماریوں کو دور کرتا ہے اور وات پت مشرم کو بھی دور کرتا ہے۔ اور مرغوب الطبع ہے۔

(۴) گوشت شوربہ بھوک اور پیاس کو دور کرتا ہے اور ادتم سے ہابر منتل اور کف کو دور کرتا ہے وغیرہ۔ اور جلاب کے بعد آدمیوں کو دینا چاہئے۔

(۵) گوہ کے گوشت سے استری کا دودھ پیدا ہوتا ہے۔ لڑکا ہمہ صفت موصوف ہوتا ہے۔

(۶) سور کے گوشت سے اگر استری کا دودھ پیدا ہو تو بہت شیشن کرنے والا اور سوربیر اور کالک میں چلنے کی اچھا کرنے والا لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

(۷) حاملہ عورت چوتھے مہینہ دودھ مکھن گھی سے بنا ہوا بھوجن اور جنگلی پنکھیوں (پرندوں) کے گوشت سے ملا ہوا بھوجن کرے۔

ایرویدا دہیائے ۱۰ اشریرا استھان منتراد۔ وات کی بیماری سے مل خشک ہو جاتا ہے اور یہ ماتا کو خوشی نہیں دیتا ہے اور آہستہ آہستہ رحم میں پھرتا ہے اس بیماری کے دور کرنے کے لئے دودھ اور مانس کے رسی (شوربہ) کا استعمال کرنا چاہئے۔

ایرویدا دہیائے ۱۳۹ وترتتر منتر ۱۳۷۔ بخار میں جو آدمی مبتلا ہو اس کو سارس۔ کونج۔ مرغا۔ اور تیتر کا گوشت کھلانا چاہئے۔

پنڈت دیانند اور گوشت

ستیارتھ پرکاش جو اس وقت آریہ سماج میں رائج ہے وہ دیانند سرستی کے مرنے کے بعد شایع ہوا ہے اور جو ستیارتھ پرکاش پنڈت جی کی زندگی میں چھپا ہے وہ ۱۸۷۵ء کا کہلاتا ہے پس جو ستیارتھ پرکاش ان کی زندگی میں شایع ہوا ہے اس سے زیادہ معتبر اور مستند بعد کا نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ مرنے کے بعد اُن کے نام سے موسوم کر کے شایع کیا گیا ہے۔

رگوید بھاشیہ بھومکا مطبوعہ ۱۹۲۵ء بکرمی میں ایک وگیاپن ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے متعلق پنڈت دیانند سرستی نے شایع کیا ہے وہ میں پہلے ناظرین و سامعین کی آگاہی کے لئے پیش کرتا ہوں وہ لکھتے ہیں۔

وگیاپنم

"سب کو اُدت ہو کہ جو جو باتیں ویدوں کی اور اُن کے انوکول ہیں۔ ان کو میں مانتا ہوں اور ورودھ باتوں کو نہیں۔ اس سے جو جو میرے بنائے ستیارتھ پرکاش سنسکار ودھی آدی گرنتھوں میں گریہ سوتر و منوسمرتی آدی پستکوں کے وچن بہت سے لکھے ہیں۔ وے اُن اُن گرنتھوں کے متوں کو جتانے کے لئے لکھے ہیں اُن میں سے ویدارتھ کے انوکول کا ساکمشی دت پرمان اور ورودھ کا اپرمان مانتا ہوں۔ جو جو بات ویدارتھ سے نکلتی ہے ان سب کو پرمان کرتا ہوں۔ کیوں کہ ویدایشورواکیہ ہونے سے سرو تھا بھرانت ہے اور جو جو برہما جی سے لے کر جیمنی منی پرنیت ماتاؤں کے بنائے ویدارتھ انوکول گرنتھ ہیں اُن کو بھی میں ساکمشی کے سمان مانتا ہوں اور جو ستیارتھ پرکاش کے ۴۴ پرشٹ اور ۲۶ پنکتی (دوسرا ایڈیشن صفحہ ۴۵ سطر ۱۲) پترآدکوں میں سے جو کوئی جیتا ہوا اس کا ترپن نہ کرے اور جیتے جتنے مر گئے ہیں اون کا تو اوشیہ کرے۔ تتھا پرشٹ ۴۸ پنکتی ۲۱ (دوسرا ایڈیشن صفحہ ۵۹ سطر ۱۷) مرے بھئے پترادکوں کا ترپن اور شرادھ کرتا ہے۔ مرتادی ترپن

اور شرادھ کے وشے میں جو چھاپا گیا ہے سو لکھنے اور شود ہنے والوں کی بھول سے چھپ گیا ہے
اس کے استھان میں ایسا سمجھنا چاہیئے۔ کہ جیوتوں کی شردھا سے سیوا کر کے منش تریپت کرتے رہنا
یہ پتر آدی کا پرم دھرم ہے اور جو مر گئے ہوں اُن کا نہیں کرنا۔ کیوں کہ نہ تو کوئی منش مرے ہوئے جیو
کے پاس کسی پدارتھ کو پہونچا سکتا ہے اور نہ مرا ہوا جیو پتر آدی کے دیئے پدارتھوں کو گرہن کر سکتا
ہے۔ اس سے یہ سدھ ہوا کہ جیتے پتا آدمی کی پریتی سے سیوا کرنے کا نام ترپن اور شرادھ ہے ایسا
نہیں۔ اس وشے میں ویدمنتر آدی کا پرمان بھومکا کے گیارہویں انک کے پرشٹ ۲۵۱ سے
لے کر بارہ انک کے ۲۶۷ پرشٹ تک چھپا ہے وہاں دیکھ لینا۔

یہ وگیاپن رگوید بھاشیہ بھومکا میں ۱۸۷۹ء میں چھپ گیا ہے اس سے ثابت ہے
کہ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں سوائے شرادھ اور ترپن اور کسی بات کو پنڈت
دیانند جی نے نرسیم نہیں کیا اگر اس ستیارتھ پرکاش کے اندر اور کوئی بات قابل اعتراض یا قابل
ترک ہوتی تو اس کے ساتھ ہی اس کو نرسیم کر دیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا پس یہ ماننا پڑیگا
کہ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء سوائے شرادھ اور ترپن کے باقی تمام کا تمام آریہ سماج کے لئے
قابل تسلیم ہے علاوہ اس وگیاپن کے شایع ہونے کے بعد اپنی وفات ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء
تک انہوں نے کوئی اعلان جہاں تک کہ میں خیال کرتا ہوں ایسا شایع نہیں کیا جس سے
ثابت ہو سکے کہ ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء سرتاپا غلط اور ناقابل تسلیم ہے۔

ستیارتھ پرکاش مروجہ آریہ سماج اردو مطبوعہ ۱۸۹۸ء کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ "جس
زمانہ میں میں نے یہ گرنتھ ستیارتھ پرکاش بنایا تھا اُس وقت اور اُس سے پہلے میرا پھٹن پاٹھن
اور بول چال سب سنسکرت بھاشا میں ہوا کرتا تھا۔ اور جنم بھومی کی بھاشا گجراتی تھی اس لئے
آریہ بھاشا کی چنداں واقفیت نہ ہونے کے کارن اس گرنتھ کی بھاشا اشدھ بن گئی تھی مگر اب
جو آریہ بھاشا بولنے اور لکھنے کا کچھ ابھیاس ہو گیا ہے اس لئے بھاشا کے دیاکرن کے انوسار
شدھ کر کے دوبارہ چھپوا دیا ہے۔ لیکن کہیں کہیں شبد۔ واکیہ۔ رچنا کو بدلنا پڑا ہے کہ اس کے بنا

بھاشا کا سدھرنا اور درست ہونا مشکل تھا۔ مگر ارتھ کو کہیں نہیں بدلا البتہ بہت کچھ عبارت بڑھا دیا گیا ہے اور جو پہلے چھپنے میں کہیں کہیں بھول ہو گئی تھی اس کو بھی درست کر دیا ہے۔"

سب سے پہلا اعتراض جو اس ستیارتھ پرکاش کے متعلق ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ جب پنڈت دیانند سرستی تحصیل علم سے ۱۹۱۲ء مطابق ۱۹۲۰ بکرمی میں فارغ ہو گئے تھے اور انہوں نے تمام ہندوستان کا دورہ کر کے بارہ سال کے بعد ۱۹۱۵ء میں ستیارتھ پرکاش کو بنارس میں شایع کرایا اس کے چار سال بعد گیا پن صرف شرادھ اور ترپن کے متعلق ۱۹۱۹ء مطابق ۱۹۳۵ بکرمی میں رگوید بھاشیہ بھومکا میں شایع کرایا گویا سولہ سال کے عرصہ میں پنڈت جی مہاراج آریہ بھاشا سے واقف نہ ہوئے جب کہ وہ تمام ہندوستان کا دورہ کر چکے لیکن چار سال کے اندر آریہ بھاشا سے بھی واقف ہو گئے یہ بات بالکل غلط اور بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہے دوسرے الفاظ دوبارہ چھپوا دیا ہے۔ بتلاتے ہیں کہ موجودہ ستیارتھ پرکاش دیانند سرستی کے زمانۂ حیات میں چھپ چکا ہے لیکن یہ بات بھی غلط معلوم ہوتی ہے کیوں کہ مجھ کو جس قدر علم ہے اور میں نے معلوم کیا ہے یہ ستیارتھ پرکاش دیانند سرستی کے مرنے کے بعد شایع ہوا ہے میرے خیال سے آریہ سماج بھی اس کا قطعی ثبوت نہیں دے سکتی ہے کہ یہ ستیارتھ پرکاش پنڈت جی کی زندگی میں شایع ہو چکا ہے۔

علاوہ اس کے عبارت دیباچہ موجودہ ستیارتھ پرکاش ۱۹۰۸ء بتلاتی ہے کہ ستیارتھ ۱۹۱۵ء کے وہ الفاظ اور لکھاوٹ جب سے آریہ بھاشا درست ہوئی تھی بدل دیئے ہیں۔ لیکن مطلب کو قطعی نہیں بدلا ہے البتہ کچھ عبارت اور بڑھا دی ہے مگر جب ہم دونوں ستیارتھ پرکاشوں کو ملا کر دیکھتے ہیں اور پنڈت جی کی دیگر تصانیف سے دونوں کا مقابلہ کرتے ہیں تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ یعنی ستیارتھ پرکاش موجودہ غلط اور فرضی معلوم ہوتا ہے۔ میں چند ایک باتیں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں۔

ستیارتھ پرکاش ۱۹۱۵ء میں جواز گوشت خوری کا ذکر ہے جو سنسکار ودھی ۱۹۳۳ بکرمی اور

رسالہ گوگرنا بدی کے عین مطابق ہے۔ لیکن موجودہ ستیارتھ پرکاش میں جواز گوشت خوری نہیں ہے۔

دوئم یہ کہ ۱۸۷۵ء کے ستیارتھ پرکاش میں قدامت مادہ کی تردید ہے جو عین رگوید بھاشیہ بھومکا کے مطابق ہے لیکن موجودہ ستیارتھ پرکاش میں مادہ کو انادی ابدی مثل پرمیشور کے لکھا ہے

سوئم یہ کہ ۱۸۷۵ء کے ستیارتھ پرکاش میں یہ لکھا ہے کہ جیو موکش کے بعد پھر واپس نہیں آتا جیسا کہ تمام ہندوؤں کا خیال ہے سوائے متعدد چند آریوں کے مگر موجودہ ستیارتھ پرکاش میں جیو کا دوبارہ واپس آنا لکھا ہے۔

چہارم یہ کہ ۱۸۷۵ء کے ستیارتھ پرکاش میں مسلمان عیسائی سکھ وغیرہ کسی مذہب کا کھنڈن نہیں ہے لیکن موجودہ ستیارتھ پرکاش میں تمام مذاہب اور اپنے تمام فرقوں کا گلا دبایا گیا ہے۔

اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن میں دونوں ستیارتھ پرکاشوں میں بین اختلاف ہے پس اس عبارت دیباچہ دیانند گیارہ سے ثابت ہے کہ موجودہ ستیارتھ پرکاش پنڈت دیانند سرسوتی کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ لیکن ان سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ کیوں کہ وہ ان کی دیگر تصانیف کے اور ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء کے خلاف ہے۔

لہٰذا تمام وجوہات مندرجہ بالا پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء پنڈت دیانند سرسوتی کا ہے اور بحث میں لیا جا سکتا ہے اور موجودہ ستیارتھ پرکاش پھینک دینا چاہیے کیوں کہ وہ پنڈت دیانند سرسوتی کا ثابت نہیں ہوا۔ اب ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء (باب دس صفحہ ۳۲۶۔ اردو ایڈیشن)

بھکشا بھکشن۔ بھکشا بھکشن دو پرکار کے ہوتے ہیں ایک تو ویدک شاستر ریتی

سے اور دوسرا دھرم شاستر کی ریتی ہے (ملاحظہ ہو منوسمرتی ۱۲/۱۰۲ ادھیائے ۴ و ۵) سو ویدک شاستر کی ریتی سے دیش کال۔ دستو اور اپنے شریر کی پرکرتی ان سے انوکول وچار کر کے بھکش کرنا چاہیئے۔ انتھا نہیں جس سے بل۔ بدھی۔ پراکرم اور شریر میں نیرد گبہ پڑے۔ ویسا پدارتھ بھکش ہے۔ سوئی ادکت ویدک ششرت شاستروں میں لکھا ہے۔ اور ابھکشیو گرامیہ شوکر دابھکشیو گرامیہ گگٹا"۔ اتیادک دھرم شاستر سے ابھکش کا نرنے کرنا۔ کیوں کہ سورگادی کا اور مرغا پرایہ مل ہی کھاتا ہے۔ اسی کا پرنیام مانس ہوگا۔ اس کے کھانے سے ورگندہ شریر میں ہوگا۔ اس سے روگ۔ اپتی کا سنبھو ہے اور چت بھی اپرسن ہو جائیگا۔ ویسا ہی دھرم شاستر کی ریتی میں۔ مدابھکش تتھا جتنے منتوں کے اپکارک پشو (ہیں) ان کا مانس ابھکش تتھا بنا ہوم کے ان اور مانس بھی ابھکش ہے۔

پرشن۔ ایک جیو کو مار کر اگنی میں جلانا اور پھر کھانا یہ اچھی بات نہیں۔ اور جیو کو پیڑا دینا کسی کو اچھا نہیں۔

اتر۔ اس میں کیا کچھ پاپ ہوتا ہے۔

پرشن۔ پاپ ہی ہوتا ہے۔ کیوں کہ جیوں کو پیڑا دے کے اپنا پیٹ بھرنا یہ دھرماتماؤں کی ریتی نہیں۔

اتر۔ اچھا ایک جیو کو مارنے میں پیڑا ہوتی ہے سو سب دیوہاروں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیوں کہ نتر کی چیشٹا سے بھی سوکشم وہ والے جیوں کو پیڑا اوشیہ ہوتی ہے۔ اور تمہارے گھر میں کوئی منش چوری کرے تو تم لوگ بھی اوشیہ اس کو پیڑا دو گے۔ اور مکھی ادک بھوجن کے اوپر سے اُڑا دیتے ہو اس میں بھی اس کو پیڑا ہوتی ہے۔ اور جو کچھ تم کھاتے پیتے چلتے۔ پھرتے اور بیٹھتے ہو اس دیوہار سے بھی بہت سے جیوں کو پیڑا ہوتی ہے۔ اس سے تمہارا کہنا ویرتھ ہے۔ کہ کسی جیو کو پیڑا دینا۔

پرشن۔ جس میں پرتیکش پیڑا ہوتی ہے۔ ہم لوگ اس میں پاپ گنتے ہیں اپرتیکش میں

کبھی نہیں۔کیوں کہ اپ تیکشن میں پاپ گنیں تو ہمارا ویوہار نہ جنے۔

اتر۔ ایسے ہی آپ لوگ جائیں کہ جہاں اپنا مطلب ہو۔ وہاں تو پاپ نہیں گنتے ہو۔ یہ بات یکتی سے درودھ ہے اور کوئی مانس نہ کھائے تو جانور پکشی تیسہ (مچھی) اور جل جنتو اتنے ہیں۔ اتنے سب کہیں گنے ہو جائیں۔ پھر منشوں کو مارنے لگیں۔ اور کھیتوں میں دھان تی نہ ہونے پاویں۔ پھر سب تتوں کے (جیو کا) نشٹ ہونے سے سب منش نشٹ ہو جائیں اور ویاگھر آدک مانس آہاری جیو بھی ان مرگ آدکو کا بھکشن کرتے ہیں اور گائے آدکوں کا بھی پر تو منش لوگوں کو چاہیئے کہ گائے ہیں۔ بھینسی۔ بھیڑ۔ بکری۔ بھیڑ اور اونٹ آدک پشوؤں کو کبھی نہ ماریں۔ کیوں کہ ان ہی سے سب منشوں کا اجیو کا چلتا ہے۔ جتنے دُگدھ آدک پدارتھ ہوتے ہیں وے سب ادتم ہی ہوتے ہیں۔ اور ایک پشو سے بہت اجیو کا منشوں کی ہوتی ہے۔ مارنے سے جہاں سو منش تریپت ہوتے ہیں۔ اس گائے آدک پشوؤں کے بیچ میں سے ایک گائے کی رکشا سے دس ہزار منشوں کی رکھشا ہو سکتی ہے۔ اس سے ان پشوؤں کو کبھی نہ مارنا چاہیئے۔

پرشن۔ ان پشوؤں کے نہیں مارنے سے ان کے بہت ہونے سے سب پرتھوی بھر جائے گی۔ پھر بھی تو منشوں کی ہانی ہونے لگے گی۔

اتر۔ ایسا نہ کہنا چاہیئے۔ کیوں کہ ویاگھر آدک جیوان کو ماریں گے اور کتنے روگوں سے بھی مریں گے۔ اس سے اتینت نہیں ہونے پاویں گے۔ اور پشوؤں کے مارنے سے پرتھوی ادک پدارتھ۔ اور پشوؤں کی اپتی بھی نشٹ ہو جاتی ہے۔ اس سے جہاں جہاں گومیدھ آدک لکھے ہیں۔ وہاں وہاں پشوؤں میں نروں کا مارنا لکھا ہے۔ اس سے اس ابھپرائے سے نرمیدھ لکھا ہے۔ منش نر کو مارنا کہیں نہیں۔ کیوں کہ جیسی پشٹی بیل آدک نروں میں ہے ویسی استریوں میں نہیں ہے۔ اور ایک بیل سے ہزار ہا گائے گربھ دتی ہوتی ہیں اس سے ہانی بھی نہیں ہوتی۔ سوئی لکھا ہے "گوانو بندھیو اگریشائی" یہ برہمن کی شرتی ہے اس میں پو لنگ

نرویشٹھ) سے یہ جانا جاتا ہے کہ ہیں ادک کو مارنا۔ گائے کو نہیں۔ سو بھی گومیدھ ادک یگیوں
میں۔ اینہ نہیں کیوں کہ بیل ادک سے بھی منشوں کا بہت اوپکار ہوتا ہے اس سے ن
کی بھی رکھشا کرنی چاہیئے۔ اور جو بندھیا گائے ہوتی ہے اس کو بھی گومیدھ میں مارنا لکھا ہے
"ستھول پرشتی۔ مانگنے۔ دلوتم۔ انڈوا۔ ہومالبھست" یہ برہمن کی شرتی ہے۔ اس میں اسری
لنگ اور ستھول پرشتی دھنیش سے بندھیا گائے لی جاتی ہے۔ کیوں کہ بندھیا گدھ اور دیس
آدکوں کی اپتی ہوتی نہیں۔ اور جو مانس نہ کھائے سو گھرت وگدھ ادکوں سے نرواہ کرے۔
کیوں کہ گھرت وگدھ ادکوں سے بھی بہت پشٹی ہوتی ہے۔ سو جو مانس کھائے۔ انھوا گھرت
ادگوں سے وہ نرواہ کرے۔ وے بھی سب اگنی میں ہوم کے بنا نہ کھائیں۔ (یہی مطلب
منو ۵ ۳۱ کا ہے) کیوں کہ جیو کو مارنے کے سے پیڑا ہوتی ہے اس سے کچھ پاپ بھی ہوتا ہے
پھر جب اگنی میں دے ہوم کریں گے تب پرمانوں سے، وکت پرکار سب جیووں کو سکھ
پہونچے گا ایک جیو کو پیڑا سے پاپ بھیا تھا سو بھی تھوڑا سا گن جائے گا انتھا نہیں۔ (یہی
مطلب بجرو بید ۱۹/۲۰ کا ہے)

صفحہ ۵۷۔ وید۔ برہمن۔ اور سوتر پستکوں میں چار پرکار کے پدارتھ ہوم کے لکھے ہیں
ایک توجس میں سوگندھ گن ہو جیسے کہ کستوری۔ کیسر ادک۔ اور دوسرا جس میں مشٹ
گن ہو جیسے کہ مصری۔ شکر آدی۔ اور تیسرا جس میں پشٹی کارک گن ہو جیسا کہ دودھ۔ گھی۔ اور
مانس آدک۔ اور چوتھا جس میں روگ ہرتی کارک گن ہو جیسا کہ ویدک شاستر کی رتی سے
سوم لتا ادک اوسدھیاں لکھی ہے۔

سنسکار ودھی سنہ ۱۹۳۳ بکرمی

صفحہ ۱۱۔ جو چاہے کہ میرا بیٹا پنڈت۔ دشمنوں کو فتح کرنے والا۔ وید۔ ویدانگ کا پڑھنے
پڑھانے والا۔ اور تمام عمر بھوگنے والا ہو وہ گوشت کے ہمراہ بھات کو پکا کر کھا دے یعنی

عمدہ پلاؤ پکا کر کھاوے۔ (یہی مطلب برہارا پنشد کا ہے)

صفحہ ۴۲۔ غلہ وغیرہ کا خواہش مند گوسفند کے گوشت کا بھوجن کرے۔ اور دریا کا خواہشمند تیتر کا گوشت کھاوے۔

پنڈت لیکھرام اور گوشت

کلیات آریہ مسافر مطبوعہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۲۳ کالم ۱ میں لیکھرام جی فرماتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں بھیڑ یا بکری کے چمڑے کے ورق بنا کر لکھتے تھے۔"

صفحہ ۱۵۵ کالم ۱۔ شکنتلا کے حالات میں فرماتے ہیں کہ "ایک روز راجہ دشمنت شکار کرتا ہوا ادھر آنکلا۔"

پیارے بھائیو! ذرا غور کرو کہ جب زمانہ قدیم میں کاغذ نہیں تھا اور بکری یا بھیڑ کے چمڑے پر لکھنے پڑھنے کا قاعدہ تھا تب کیا دنیا میں دو ایک آدمی پڑھا لکھا تھا۔ یا ایک دو چمڑے سے کام چلتا ہوگا۔ بلکہ جہاں تک عقل کام دیتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے پڑھنے کے لئے لاکھوں کروروں چمڑوں کی ضرورت ہوتی ہوگی کیوں کہ آپ اپنے ویدوں ہی کو دیکھ لیجئے کہ اس میں کس قدر ورق ہوں گے۔ پس ہر انسان اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ ضرور زمانہ قدیم میں گوشت خوری تھی جیسا کہ ابتک چلی آتی ہے۔ لہذا اس گوشت خوری کی بدولت چمڑہ کثرت سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ علاوہ اس کے شکار کا کھیلنا خود گوشت خوری کی دلیل ہے۔

رامائن اور گوشت

(مطبوعہ منشی نول کشور جنوری ۱۹۰۶ء)

بال کانڈ سرگ ۱۸ جس دیوتا کے لئے جس پشو کا مانس شاستر میں لیکھ سے ہون کے گئے۔ اس کے بعد کوشلیا سے تین بار پوجا کرا کے گھوڑے کو ہاتھ سے اس

پرس کروا دیا۔ اس دن گھوڑے کا پوجن دن بھر میں سماپت (ختم) ہوا۔ اور راتری بھر راجہ وسرتھ وکوشلیا و دشوامترا اور کیکئی ہون کرتے اور کراتے والے سب کوئی جاگرن کرتے رہے۔ پراتھ کال اس گھوڑے کا انڈکوش کاٹ لیا گیا اور گھی میں لپیٹ کر اگن کنڈ میں چھوڑا گیا اور راجہ وسرتھ نے گھران اس کی دھوم کا لیا۔ اور گھران لیتے ہوئے سب پاپ نشٹ ہو گئے۔ اور ایک ایک کنڈ پر سولہ سولہ برہمن تھے۔ اور گھوڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اگن کنڈ میں سوہا کر دیا۔

اجو دھیا کانڈ سرگ ۵۲۔ جانکی جی گنگا کا عبور کرتے وقت یوں فرماتی تھیں کہ ہے گنگا تمھاری پوجن کروں گی اور تم تینو لوک میں چلنے والی ہو اور سمندر کی بھارجا ہو جب آؤنگی رام چندر کو راج ہوگا تو ہزار گئو دان کراؤں گی اور برہمنوں کو بھوجن کراؤں گی۔ اور اینک گھڑے۔ مدارا۔ اور مانس یعنی گوشت نوید کروں گی۔

ایضاً۔ تب اُن دونوں بھائیوں نے یعنی رام چندر و لچھمن نے سور۔ ریش۔ پرشت۔ بھارام چار شتم کے پن پشیوں کو جو کھانے میں پاک پوتر ہیں مار کر کھایا۔ اور شام کو ان کا مانس کھا کر ایک درخت کے نیچے رہنے کو چلے گئے۔

ارینہ کانڈ ادھیائے ۳ ے منتر ۱۴ و ۱۵۔ میں لکھا ہے کہ گوبند رام جی کو کہتے ہیں۔ ے رگھوآپ ان سندر پنکھیوں پر گزارا کریں اور دھتا چکر ونڈا اور زملہ مچھلیوں کو کھاویں۔

کشکندھا کانڈ سرگ ۱۰۔ میں لکھا ہے کہ چھتریوں کو جو پانچ قسم کے جانور کھانے کے لایق ہیں وہ یہ ہیں کھرہا۔ ساہی۔ گینڈا۔ گوہ۔ کچھوا۔

رامائن کے تمام حوالہ جات سے بھی گوشت سے ہون کرنا اور گوشت کھانا ثابت ہے چوں کہ اس میں بالکل صاف الفاظ میں ثبوت ہے اس لئے مجھ کو زیادہ روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مہابھارت اور گوشت

دن پرب ادھیائے ۲۰۷ - میں لکھا ہے کہ رنت دیو راجہ نے یگیہ میں گائے کی قربانی کی۔

پوران اور گوشت

وشنو پوران مطبوعہ بنگ باسی سنہ ۱۹۳۶ بکرمی صفحہ ۳۱۳ و ۳۱۴ میں لکھا ہے کہ گئو مانس سے پتر لوگ گیارہ ماہ تک تربت رہتے ہیں۔

شیو پوران ادھیائے ۶۳ میں کوشک کے پتر گرگ رشی کے شاگردوں کا شرادھ میں گئو مانس کھانے کا ذکر آیا ہے۔

وشنو سنگھتا ادھیائے ۹۰ میں مختلف دیوتاؤں یا پتروں کے نام پر مختلف جانوروں کی قربانی اور اُن کے مانس سے اُن اُن دیوتاؤں یا پتروں کا مختلف عرصہ تک تربت رہنا بتایا گیا ہے۔

آپستمبہ سوتر۔ کے پرشن کی پانچویں پٹل کی [illegible] میں گائے کے مارنے کی اجازت دی گئی ہے۔

میں نے اپنے ثبوت میں بارہ مستند اور معتبر کتابوں سے حوالہ جات پیش کئے ہیں جن سے گوشت خوری بالکل ثابت ہے خاص کر پنڈت دیانند سرستی کی تصانیف نے تو سونے پر سہاگہ کا کام دیا ہے۔

دیگچی میں سے صرف دو چار چاول دیکھے جاتے ہیں مگر میں نے ضرورت سے بھی زیادہ حوالہ جات ایسے پیش کئے ہیں جس پر مجھ کو کسی روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ چوں کہ میں شروع میں عرض کر چکا ہوں کہ جو چیز ہندو مذہبی کتب میں کھانے کے قابل

لکھی ہے وہ قدرتاً جائز مانی جائے گی۔ پس چوں کہ میں نے رگوید۔ سام وید۔ یجروید۔ منوسمرتی اوپنشد ایروید وغیرہ کتب سے گوشت کا کھانا ثابت کر دیا ہے اس لئے گوشت انسان کی قدرتی غذا ثابت ہے۔ اب میں عقلی ثبوت پیش کرتا ہوں۔

عقلی ثبوت

پہلی دلیل

خداوند عالم نے اپنی خدائی کے ظاہر کرنے کے لئے موالید ثلثہ (جمادات نباتات۔ حیوانات) کو پیدا کیا اور اپنی خدائی کو ہویدا کیا جمادات پر نباتات کو اور نباتات پر حیوانات کو شرف بخشا۔ اور پھر حیوانات کی دو قسمیں کر کے حیوانات ناطق کو حیوانات مطلق پر فضیلت بخشی اور اشرف المخلوقات کا خطاب عطا فرمایا۔ ساتھ ہی اس کے اس حاکم حقیقی نے یہ بھی انتظام فرمایا کہ انسانوں میں بھی ایک کو دوسرے پر فوقیت رہے تاکہ انسان انسانی حکومت میں رہ کر اپنے پیدا کرنے والے کو نہ بھولے جس سے کہ روز ازل میں الست بربکم کے جواب میں قالوبلیٰ کہہ آیا ہے۔ اگر وہ حاکم حقیقی ایسا نہ کرتا یعنی اطاعت و فرماں برداری کے لئے انسانوں کی گردنوں میں غلامی کا طوق نہ ڈالتا تو تمام انسان اپنے پیدا کرنے والے کے تمام احسانات فراموش کر کے عبدیت کا جوا اپنی گردنوں سے اوتار پھینکتے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمام آدمیوں کو ایک ہی حالت میں پیدا کرتا یعنی یا تو سب کو امیر ہی پیدا کرتا۔ یا سب کو غریب ہی پیدا کرتا تو تمام نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ کیوں کہ اگر سب کو امیر ہی پیدا کرتا تو کوئی شخص دوسرے شخص کے دکھ سکھ میں شریک نہ ہوتا اور نہ ہی کوئی آدمی مزدوری یا خدمت کے لئے دستیاب ہوتا۔ بلکہ ہر فرد بشر دولت کے نشہ میں فرعون بے سامان نظر آتا۔ اور اپنے پیدا کرنے والے سے بے خبر ہو جاتا۔

اگر وہ سب کو غریب ہی پیدا کرتا تو بھی کوئی کسی کا کام نہیں کرتا۔ کیوں کہ سب غریب ونادار ہونے کی وجہ سے مزدوری نہیں دے سکتے اور بلا مزدوری کے کوئی کام نہیں کرتا کیوں کہ پیٹ کے لئے خدمت کی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ سب کے سب بھوکے مر جاتے پس یہ ماننا پڑے گا کہ خداوند عالم نے ایک دوسرے کی ضروریات کے پورا کرنے اور رزق کو ان تک پہونچانے اور اپنی ربوبیت کا سبق دینے کے لئے نظام عالم کا ایسا انتظام فرمایا ہے کہ اس میں فرق ہی نہیں پڑ سکتا۔

چون کہ انسان موالید ثلثہ میں اشرف المخلوقات ہے اور مسلمہ ہے کہ شروع دنیا میں انسان سے پہلے نباتات وجمادات اور حیوانات مطلق پیدا ہو چکے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بعد میں اس لئے پیدا کیا تھا کہ وہ موالید ثلثہ سے اپنی تمام ضروریات کو پورا کر سکے۔ اور اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ چوں کہ انسان کو خداوند عالم نے عقل سے متمیز فرمایا ہے اس لئے وہ حلال وحرام جائز وناجائز میں تمیز کر کے جو جمادات۔ نباتات حیوانات کھانے کے قابل ہیں ان کو کھا دے اور جو کھانے کے قابل نہیں ہے ان کو نہ کھا دے

اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے کہ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسانو! جو کچھ زمین پر وہ سب ہم نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے یہی بات منوجی نے دھرم شاستر ادھیائے ۵ منتر ۲۸ میں فرمایا ہے کہ ساکن ومتحرک جتنی چیزیں دنیا میں ہیں وہ سب جان کی غذا ہیں۔ پس جب کہ یہ مسلمہ ہے کہ موالید ثلثہ انسان (جان) کی غذا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ انسان نباتات کو کھا دے اور حیوانات کو نہ کھا دے۔ چون کہ انسان اشرف المخلوقات اور سب پر قابض ومتصرف ہے۔ اس لئے انسان کو جائز حیوانات کو کھانا چاہئے۔ علاوہ اس کے جب کہ روحانیت حیوانات میں بھی ہے اور نباتات میں بھی تو کیا وجہ ہے کہ نباتات کو کھا دے اور حیوانات کو ترک کیا جاوے۔ پس بدیں خیال اگر نباتات کو کھایا جا دے تو حیوانات مطلق جو کھانے کے قابل

ہیں ضرور کھانا چاہئے۔ اور گوشت انسان کی قدرتی غذا ثابت ہی۔

دلیل دوئم

حیوانات میں بعض جانور ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی ڈاڑھیں ہوتی ہیں مگر دانت نہیں ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے دانت بھی ہوتے ہیں اور ڈاڑھیں بھی بعض ایسے بھی ہیں کہ جن کے نوکدار دانت یا ناخون ہوتے ہیں اور دیگر دانت وغیرہ بھی۔ موخرالذکر جانوران میں بعض قطعی گوشت خور ہوتے ہیں اور بعض گوشت خور اور پھل خور بھی ہوتے ہیں مگر جب ہم حضرت انسان کی حالت پر غور کرتے ہیں تو وہ اُن کے ڈاڑھیں بھی ہیں اور دانت پیسنے اور نوکدار بھی موجود ہیں جن کو کچلیں کہتے ہیں۔ چونکہ انسان کو پروردگار عالم نے ایسی وضع و قطع پر پیدا کیا ہے کہ وہ تمام صفات جو فرداً فرداً جملہ حیوانات کو عطا کئے ہیں وہ مجملاً اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائے ہیں۔ اس لئے مقتضائے قدرت یہی ہے کہ انسان پھل پھول۔ ساگ پات وغیرہ بھی کھا دے اور گوشت بھی کھا دے پس انسان گوشت خور قدرتاً ہے۔

دلیل سوئم

جب کہ ہم موالید ثلثہ کی خوراک پر غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسان قدرتاً گوشت خور ہے کیوں کہ جب ہم جمادات کو دیکھتے ہیں کہ اُس کی غذا جمادات۔ نباتات۔ حیوانات ہیں یعنی جس قدر مٹی۔ لکڑی۔ جانوران کی ہڈی جو کچھ بھی پہاڑوں پر یا کانوں میں پہونچ گیا وہ چند روز میں جمادات ہو جاتا ہے۔ کسی نے خوب لکھا ہے "ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد"۔ نباتات کی غذا بھی اللہ تعالیٰ نے اُن کے حسب مزاج مقرر فرمائی ہے۔ بعض درخت ایسے ہیں کہ وہ میلے کے کھاد سے نشوونما پاتے ہیں۔ بعض درخت ایسے ہیں جو میلے کی کھاد سے خشک ہو جاتے ہیں۔ بعض بعض درخت ایسے بھی ہیں کہ وہ نباتات کے ہی کھاد سے پرورش

پاتے ہیں۔ بعض کھاد یعنی نمکین مٹی دراکھ سے۔ بعض ہڈی کے کھاد سے اور خون کی سنجائی سے تروتازہ رہتے ہیں۔ بعض درخت صرف ہوا سے اور بعض درخت صرف پانی سے ہی پرورش پاتے ہیں۔ یہ تمام اختلافات محض مختلف عادات وخواص ہونے کی وجہ سے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے غذا اور وقت بھی قدرت نے مختلف اور جداگانہ مقرر کئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض درخت ایسے بھی ہیں کہ جو گوشت خور ہیں مثلاً۔

(۱) جیالوجسٹ صاحب بہادر نے جو افریقہ میں علم جیالوجی کی تحقیقات کی غرض سے سفر کر رہے تھے ایک واقعہ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک روز میں صبح کے وقت جنگل میں جا رہا تھا اور میرا کتا بھی میرے پیچھے چلا آتا تھا۔ تھوڑی دور چل کر دفعتاً کتے کے چلانے چیخنے کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا کہ کتا ایک درخت کی جڑ میں اُلجھا پڑا ہے اور ایک شاخ کتے کی گردن میں لپٹی ہے میں نے چاقو سے اُس شاخ کو کاٹ کر رہائی دی۔ مگر اس عرصہ میں کتے کی گردن کی کھال چھل گئی اور شاخ نے اس کا خون چوس لیا تھا۔

(۲) افریقہ میں اور ہندوستان میں گنگا کے کنارے بھی ایسے درخت اکثر پائے گئے ہیں جس کو انگریزی میں فلائی ٹریپ ( ) کہتے ہیں جہاں اس کے پتے پر مکھی بیٹھی اور پتے فوراً سمٹ کر بند ہو گئے۔

(۳) ناگ چمپا کا بھی یہی حال ہے۔ اس کا پھول کٹورے کی مانند ہوتا ہے اور نہایت خوشبودار ہوتا ہے اس کے نیچے اکثر سانپ پائے جاتے ہیں۔ بھونرا۔ مکھی یا اور کوئی اس قسم کا جانور جب اس پھول پر آکر بیٹھا فوراً پھول بند ہو گیا۔

(۴) بحیرہ الکابل۔ افریقہ۔ امریکہ میں بھی ایک درخت ہے کہ وہاں کے وحشی باشندے اپنے مردے بجائے دفن کرنے یا جلانے کے اسی درخت کے پاس چھوڑ دیتے ہیں اور پتے نعش پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور گوشت و پوست سب صاف کر دیتے ہیں۔

(۵) انگور کے درخت کے لئے بھی یہی کہا جاتا ہے کہ وہ خون سے سینچا جاتا ہے اور اسی سے

جلد سرسبز ہوتا ہے۔

غرض یہ کہ نباتات کی غذا بھی جمادات۔ نباتات حیوانات ہیں۔ اسی طرح حیوانات کی غذا بھی مثل نباتات مختلف ہے کیوں کہ جس طرح سے نباتات کے خواص و عادات مختلف ہیں اسی طرح سے حیوانات کے بھی مزاج و خواص جداگانہ ہیں۔ حیوانات میں بعض ایسے بھی ہیں کہ جو صرف جمادات خور ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ جو صرف نباتات خور ہیں بعض ایسے بھی ہیں کہ جو صرف گوشت خور ہیں۔ مگر بعض ایسے بھی ہیں کہ جو گوشت خور بھی ہیں۔ اور نباتات خور بھی غرض یہ کہ ان تمام باتوں سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حیوانات کی غذا جمادات۔ نباتات۔ حیوانات ہیں۔ چوں کہ انسان بھی حیوان ناطق ہے اور ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ جملہ صفات حیوانی انسان میں موجود ہیں۔ اس لئے انسان کی بھی قدرتی غذا نباتات۔ جمادات اور حیوانات ہیں۔ اس لئے انسان قدرتاً گوشت خور ہے۔

دلیل چہارم

ممکن ہے کہ میرے قابل دوست کو دلیل سوم پر یہ اعتراض ہو کہ جب آدمی کی قدرتی غذا گوشت ہے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ کوئی کھاتا ہے اور کوئی نہیں۔ بعض آدمیوں کا نہ کھانا قدرتی غذا نہ ہونے کی دلیل ہے اس کے متعلق ذیل میں عرض ہے۔

پنڈت دیانند سرستی ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۹۰ء باب ۸ صفحہ ۱۵۰ پر فرماتے ہیں کہ تمام اجسام دنیا پرکرتی (مادہ) سے بنے ہیں۔ اور صفحہ ۵۶ پر فرماتے ہیں کہ "پرکرتی ست۔ رج۔ تم کے مجموعہ کو کہتے ہیں"

ست۔ رج۔ تم۔ یہ تینوں صفات پرمیشور کی ہیں۔ ست سچائی کو کہتے ہیں۔ رج خواہشات شہوانی کو۔ اور تم۔ غصہ۔ بہادری۔ خونخواری کو کہتے ہیں۔ پس انسانی پرکرت باشر میں یہ تینوں صفات قدرتاً موجود ہیں۔ چون کہ تم صفت خونخواری ہے اور خونخواری گوشت

خوری کی دلیل ہے لہذا اس لئے انسان قدرتاً گوشت خور ہے جس طرح سے کہ گائے بھینس وغیرہ جانور گوشت نہیں کھاتے ہیں۔ اگر اُن کو بجائے گھاس وغیرہ کے گوشت دیا جاوے تو وہ بھوکوں کے مارے مرجانا گوارا کریں گے مگر گوشت ہرگز نہیں کھائیں گے۔ اسی طرح ایک انسان کو جو گوشت خور نہیں ہے بجائے دال روٹی کے صرف گوشت پکا ہوا دیا جاوے تو وہ چاہے اوس وقت نہ کھاوے مگر جب جان پر بنے گی تو وہ ضرور گوشت کھالے گا۔ پس جب اس نے گوشت کھالیا تو یہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے۔ علاوہ اس کے ہم تمام دنیا کے شہر و قصبہ اور گاؤں تک میں گوشت خور دیکھتے ہیں تو چند آدمیوں کے گوشت نہ کھانے سے یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ انسان گوشت خور نہیں ہے بلکہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ انسان گوشت خور ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ چند آدمی گوشت نہیں کھاتے اس لئے انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے اس کے لیئے یوں سمجھئے کہ تمام ضروریات کھانے پینے۔ کام کاج وغیرہ وغیرہ کا دارمدار پرکرت یا شرشت یا طبیعت انسان پر ہے۔ کیوں کہ آدمی کی طبیعت جس چیز کے کھانے کو چاہے گی وہ کھادے گا۔ اور جس چیز کے کھانے کو نہیں چاہے گی۔ اوس کو نہیں کھادے گا۔ کیوں کہ اگر کوئی شخص طبیعت کے خلاف کوئی چیز کھا بھی لے تو اس کا معدہ قبول نہیں کرے گا اور وہ اُس کو معائے کردے گا۔ بعض اتفاقات ایسے پیش آجاتے ہیں کہ انسان جس چیز کو روز وہ کھاتا رہتا ہے اور وہ مذہباً ممنوع بھی نہیں ہے مگر خود بخود طبیعت اوس سے نفرت کرجاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے نام سے طبیعت بگڑنے لگتی ہے۔ مثلاً بعض آدمی ارہر کی دال بعض مونگ کی دال۔ بعض بعض بیگن۔ بھینڈی۔ وغیرہ وغیرہ قطعی نہیں کھاتے ہیں۔ کیوں کہ اُن کی طبیعت کسی وجہ سے مذکورہ بالا اشیاء سے نفرت کرگئی ہے۔ حالانکہ مذہباً یا قدرتاً اُن کو کھانے کی ممانعت نہیں ہے تو کیا اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ ارہر مونگ کی دال بیگن۔ بھنڈی وغیرہ وغیرہ انسان کی قدرتی غذا نہیں ہیں۔ اور اس کو نہیں

کھانا چاہیئے۔ کوئی عقلمند اور سمجھدار شخص ایسے معنی ہرگز نہیں کر سکتا ہے پس بعینہٖ یہی مثال ان چند اشخاص کی ہے جو گوشت نہیں کھاتے ہیں پس چند آدمیوں کا تمام دنیا کے مقابلہ میں گوشت نہ کھانا اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی ہے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے۔ بلکہ اس بات پر شاہد و صادق ہے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے۔ کیوں کہ اُن کا مذہب تو اجازت دیتا ہے مگر ان کی پرکرت یا سرشت یا طبیعت اُس کے کھانے پر راغب نہیں کرتی ہے۔

دلیل پنجم

ہمارے دوست کو یہ تسلیم ہے کہ پرکرتی یا مادہ سے نباتات و حیوانات کا جسم بنتا ہے اور نباتات و حیوانات میں روحانیت موجود ہے اس لئے حیوانات و نباتات کی یکساں حالت ہے کیوں کہ دونوں میں روحانیت و مادیت موجود ہے۔

اگر میرے دوست یہ فرمادیں کہ حیوانات کو ذبح کرنے میں تکلیف ہوتی ہے اور نباتات کو نہیں ہوتی ہے یہ لالہ جی کی بھول ہے اور عدم واقفیت کی دلیل ہے ان کے دھرم شاستر ۱/۴۹ میں منوجی فرماتے ہیں کہ ان میں {۴۶ استھاور (ساکن) اور بیج (وہ درخت جو زمین توڑ کر نکلتے ہیں) ۴۷ بنس پت (برکش رورخت) ۴۸ گچھ (جن میں جڑ لٹا سے نکلتی ہے) گلم (جن میں جڑ ایک ہے اور ریشہ بہت نکلتے ہیں) پرتانا (جن میں سوت ہوتا ہے) جلی (گرچ یا گلو)} میں نمو گن ہوتا ہے۔ اس سبب سے سکھ دکھ کا گیان اندر ہی اندر رہتا ہے۔

اور دھرم شاستر کے ۵/۲۸۵ میں منوجی فرماتے ہیں کہ تمام درختوں کا جیسا جیسا تصرف کرے ویسا ویسا دنڈ یا دے مارنے میں ویسا ہی جاننا یہ شاستر کا حکم ہے

لیجئے جناب آپ کی دھرم شاستر ہی نے فیصلہ کر دیا۔ جس قدر نباتات ہیں ان میں روحانیت ہونے کی وجہ سے دکھ سکھ کا گیان رہتا ہے اور نباتات کے تصرف میں لانے سے ویسا ہی دنڈ یا جرمانہ یا پرائشچت (کفارہ) ہے جیسا کہ جیو کے مارنے میں ہوتا ہے (پرائشچت کے لئے

دیکھو منو ۱۱/۱۴۴ و ۱۴۴) دکھ سکھ کی بابت نہ حیوان کہہ سکتے ہیں نہ نباتات کیوں کہ قوت گویائی کسی میں بھی نہیں ہے البتہ آواز ہے سو دونوں میں موجود ہے کیوں کہ جب حیوان کو ذبح کیا جاتا ہے تب وہ آواز دیتا ہے اور جب نباتات کو توڑا جاتا ہے تو وہ بھی آواز دیتا ہے پس جب نباتات کا کھانا جائز و درست ہے تو بلحاظ روحانیت و مادیت کے حیوانات کا کھانا بھی قدرتاً جائز و درست ہے ورنہ دونوں کا نہیں ہے۔

دلیل ششم

سکھ بیکھ اور روحانیت کو قطع نظر کرکے دیکھئے تو جس مادہ سے نباتات بنے ہیں اُسی مادہ سے حیوانات بنے ہیں نباتات اُکھاڑنے کے بعد اور حیوانات ذبح کرنے کے بعد مادیت کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں اور قدرت نے دونوں کو ایک ہی چیز سے بنایا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ نباتات کو کھایا جاوے اور حیوانات کو نہ کھایا جاوے بلکہ قدرت کا تقاضا یہ ہے کہ جب دونوں ایک ہی چیز سے بنے ہیں اور اُکھاڑنے و ذبح کرنے کے بعد دونوں ایک حالت میں رہ جاتے ہیں تو قدرتاً دونوں کو کھانا چاہیئے۔ پس یوں بھی انسان قدرتاً گوشت خور ہے۔

دلیل ہفتم

چونکہ انسان کا معدہ کمزور اور بے خار ہوتا ہے اور اس میں زیادہ گرمی نہیں ہوتی ہے اس لئے وہ جمادات کو سخت اور بھاری ہونے کی وجہ سے ہضم نہیں کر سکتا اور نہ انسان میں اس قدر طاقت ہے کہ وہ ہضم کر سکے پس جمادات انسان کی غذا نہیں ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ گاہے گاہے اور بقدر ضرورت بطور دوا کے جمادات کو استعمال کر سکتا ہے۔

البتہ غذا ہلکی اور پکنے کے بعد معدہ میں جاکر ہضم ہو جاتی ہے اس لئے وہ انسانی غذا

کھلائی جاسکتی ہے لیکن انسان نباتات کو یا یوں سمجھئے کہ فرداً فرداً نباتات کو ہر حالت و ہر موسم میں ہمیشہ استعمال نہیں کرسکتا۔

اول فصل خریف کو لیجئے اس میں مکا۔ جوار۔ باجرا۔ وغیرہ وغیرہ ایسے ہیں کہ جو انسان استعمال کرسکتے ہیں مگر مکا و جوار سرد ہونے کی وجہ سے عام انسان موسم سرما میں استعمال نہیں کرسکتے ہیں اسی طرح سے باجرہ گرم ہونے کی وجہ سے موسم گرما میں عام طور پر نہیں کھایا جاتا۔ اسی طرح سے دیگر اجناس کو سمجھئے۔ بلکہ دیگر اجناس زیادہ تر دالوں کی صورت میں۔ روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔ وہ بھی گاہے گاہے۔ اسی طرح سے فصل ربیع میں گیہوں۔ جو۔ چنا۔ مٹر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں منجملہ مذکورہ فصل ربیع کی اجناس میں سے گیہوں ضرور ایسا ہے کہ انسان اس کو ہر حالت و موسم میں استعمال کرسکتا ہے کیوں کہ وہ معتدل و زود ہضم ہے بقیہ اجناس دیر ہضم اور سخت ہیں علاوہ اس کے گرم بھی ہیں۔

چوں کہ گیہوں خشک ہونے کی وجہ سے تنہا نہیں کھایا جاسکتا ہے اس لئے اس کے ساتھ کھانے کے لئے کسی دوسری چیز جو رفیق ہو اس کی بھی ضرورت ہے جس کی وجہ سے گیہوں کی روٹی آسانی سے کھائی جاسکے۔ اور معدہ میں رفیق چیز کی وجہ سے جلد ہضم ہوجاوے۔

اللہ تعالےٰ نے طرح طرح کے ساگ پات۔ پھل پھول ہر قسم کی ترکاریاں پیدا کی ہیں۔ اور انسان اناج کو بھی مثل ترکاریوں کے دال کی صورت میں روٹی کے ساتھ کھاتا ہے۔ لیکن ہم کو دیکھنا یہ ہے کہ پروردگار عالم نے مثل گیہوں کے کوئی چیز یعنی ساگ پات۔ ترکاری یا دال یا حیوانات میں سے کوئی بھی ایسی پیدا کی ہے کہ جو گیہوں کی روٹی کے ساتھ ہمیشہ اور ہر حالت و موسم میں کھائی جاسکے۔

پالک۔ سویا۔ میتھی۔ بھنڈی۔ بیگن۔ ترئی۔ لوکی۔ شلجم۔ مولی۔ آلو۔ گوبھی۔ گھیا وغیرہ وغیرہ تمام ساگ پات۔ ترکاریاں۔ ایسی ہیں کہ جو اپنے اپنے وقت پر چند روز کے لئے پیدا ہوتی

ہیں۔ اور کوئی ساگ پات یا ترکاری ایسی نہیں ہے جو ہمیشہ رہے یا کھائی جا سکے۔ علاوہ اس کے اگر ان ترکاریوں میں سے کسی کو عرصہ تک استعمال کیا جاوے تو انسان طرح طرح کی امراض میں مبتلا ہو جاوے۔ کیوں کہ کوئی رطوبت پیدا کرتی ہے تو کوئی بادی ہے کوئی قابض ہے تو کوئی گرم خشک ہے۔ غرض یہ کہ انسان کسی ترکاری کو لگاتار عرصہ تک نہیں کھا سکتا ہے اور نہ انسان کی طبیعت ایک ہی ترکاری گوارا کرے گی۔ یہی حال دالوں کا ہے کہ اردکی دال بادی ہے۔ ارہر مسور کی دال گرم ہے پس انسان اون کو ہر موسم و حالت میں ہمیشہ استعمال نہیں کر سکتا۔ رہی مونگ کی دال وہ تو بدرجہ مجبوری بیماری وغیرہ میں کھائی جاتی ہے چہ جائیکہ ہمیشہ:۔ بہر حال کسی پہلو غور کیجئے ساگ یا ترکاری یا دال وغیرہ میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہیں کہ جو ہمیشہ اور ہر حالت و موسم میں استعمال ہو سکیں۔ اب رہے حیوانات ان میں سے زیادہ تر چرند و پرند مثل نباتات کے کھائے جا سکتے ہیں۔ اور وہ بمقابلہ ساگ و ترکاریوں وغیرہ کے زود ہضم اور بے ضرر ہیں۔ تمام حکمائے یونانی و مصر اتفق الرائے ہیں کہ بکری کا گوشت تمام حیوانات میں اعلیٰ و طاقت ور اور ہر طرح سے فائدہ مند ہے۔ اور حیوانات میں سے کچھ مذہبیاً یا قدرتاً ممنوع ہیں کیوں کہ اُن کے کھانے سے طبیعت میں خراب اثر ہوتا ہے۔ بعض کا گوشت گرم۔ خشک۔ بادی ہونے کی وجہ سے ہر حالت و موسم میں ہمیشہ استعمال نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر اپنے اپنے وقت۔ موقعہ پر مثل ساگ و ترکاریوں کے نہایت مفید ہیں۔ پس بکری کا گوشت ایسا ہے کہ جس کو انسان ہر موسم و ہر حالت میں ہمیشہ استعمال کر سکتا ہے پھر لطف یہ کہ ہر قسم کا مزاج والا استعمال کر سکتا ہے تجربہ و مشاہدہ کی بنا پر بھی کہا جا سکتا ہے کہ گیہوں کی روٹی کے ساتھ ہمیشہ اور ہر موسم و حالت میں انسان استعمال کرتا رہے تب بھی کبھی طبیعت گوشت سے نہیں اُکتاتی۔ اور بکری کا گوشت کسی حالت میں نقصان رساں نہیں۔ پس جب کہ گوشت گیہوں کی روٹی کے ساتھ ہمیشہ و ہر حالت و موسم میں اور ہر مزاج والا استعمال کر سکتا ہے اور طبیعت کبھی دل برداشتہ نہیں ہوتی ایسی حالت میں گوشت

انسان کی قدرتی غذا پائی جاتی ہے۔

دلیل ہشتم

اب میں آپ کی توجہ قدرت کی طرف دلاتا ہوں کہ وہ قدرت جاندار کو شروع میں جب کہ وہ انسان یا حیوان کے حوالہ نہیں کیا گیا یعنی پیدائش سے پہلے کس طرح پرورش کرتی ہے۔

جس وقت عورت حاملہ ہوتی ہے تو اُس کا خون حیض (ماسک دہرم) بند ہو جاتا ہے۔ اور اس سے لیکر ماہ رمیں بچہ کی پرورش ہوتی ہے نو ماہ تک یا کچھ کم دبیش برابر خون حیض سے بچہ کی پرورش ہوتی رہتی ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تب وہی خون جس سے ماں کے پیٹ میں بچہ کی پرورش ہوتی تھی دودھ کی شکل میں قدرت منتقل کر دیتی ہے۔ یعنی پھر اُس حیض کے خون سے دودھ بننے لگتا ہے۔ اور بچہ کی پرورش اُسی خون سے جو دودھ کی شکل میں منتقل ہو گیا ہے ہونے لگتی ہے۔ جب تک بچہ دودھ پیتا رہتا ہے برابر حیض بند رہتا ہے۔ مگر جب بچہ جس قدر کھانے لگتا ہے اُسی قدر حیض بھی جاری ہو جاتا ہے۔ یعنی جس قدر بچہ دودھ کم پیتا ہے اسی قدر زیادہ حیض جاری ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ کچھ عرصہ کے بعد اصلی حالت میں جاری ہونے لگتا ہے یہ ہے قدرت کا منشا کہ انسان کی پرورش شروع سے آخیر تک خون و گوشت سے ہو۔

اس موقعہ پر لالہ گنگا سہائے تو بولے نہیں مگر اُن کے ایک حمایتی حکیم چندر دت صاحب شرما شاہجہاں پوری فوراً بول اُٹھے کہ بیٹ میں بچہ کی پرورش خون سے نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ عورت جو غذا کھاتی ہے اُس سے بچہ کی پرورش ہوتی ہے اور اسی طرح بعد وضع حمل بھی دودھ بھی عورت کی غذا سے بنتا ہے حیض کے خون سے نہیں بنتا ہے۔

اس اعتراض پر ہمارے لالہ گنگا سہائے و نیز اُن کی پارٹی والے بہت خوش ہوئے۔

میں نے اس کے جواب میں حکیم صاحب کو مخاطب کر کے عرض کیا کہ مجھ کو آپ پر و نیز آپ کی حکمت پر بہت افسوس ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جناب نے کسی منتہی حکیم سے حکمت نہیں پڑھی ہے بلکہ دو دوائیاں بیچتے بیچتے حکیم بن بیٹھے ہیں ورنہ ایسا بیہودہ اعتراض نہ کر بیٹھتے اگر جناب نے حکمت پڑھی ہے تو فرما دیجئے کہ حمل قرار پانے کے بعد حیض کا خون کیوں بند ہو جاتا ہے اور وہ خون پھر کہاں جاتا ہے اور چوں کہ یہ مسلمہ ہے کہ جس عورت کا حیض علاوہ حمل کے بند ہو جاتا ہے وہ عورت سخت بیمار ہو جاتی ہے حتیٰ کہ قریب المرگ ہو جاتی ہے جب تک کہ حیض جاری نہ ہو جاوے عورت صحت یاب نہیں ہوتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورت باوجود حیض بند ہو جانے کے جب کہ وہ خون حیض بچہ کی پرورش میں بھی نہ لگے اور نہ ہی وہ خارج ہو وے تو عورت بیمار کیوں نہیں ہوتی ہے۔

اب حکیم صاحب کھو گئے۔ جواب ہی نہیں دیتے ہیں۔ زیادہ اصرار پر صرف اس قدر فرمایا کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ خون حیض کہاں جاتا ہے اور کیوں بند ہو جاتا ہے مگر یہ ضرور کہوں گا کہ اس بچہ کی پرورش خون حیض سے نہیں ہوتی ہے پھر اس کے بعد کوئی جواب نہیں دیا۔

حکیم صاحب کے اس جواب پر سامعین سخت متحیر تھے کہ حکیم صاحب جواب تک نہ دے سکے۔ میں نے لالہ گنگا سہائے کی پارٹی والوں سے کہا کہ بھائیو تم لوگ حکیم صاحب کے فاضل پر خوش ہو رہے تھے اب مہربانی فرما کر حکیم صاحب سے میری باتوں کا جواب تو لو۔ تاکہ تم کو حقیقت تو معلوم ہو جاوے کہ واقعی میں غلطی پر ہوں یا حکیم صاحب مغالطہ دے رہے ہیں۔ اب تمام لوگ دم بخود رہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حکیم صاحب قصور معاف دوائیاں بیچنا اور بات ہے اور حکمت کرنا اور بات ہے۔ گدھے پر کتابیں لادنے سے وہ فاضل عالم نہیں ہو جاتا ہے بھائیو! دعوے بے دلیل یا ثبوت کے ماننے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ پس جب کہ حکیم صاحب

---

[1] یہ امر واقعہ ہے کہ حکیم صاحب دوائیاں ہی بیچتے بیچتے حکیم ہو گئے ہیں۔ دریافت سے ثابت ہوا ہے ۱۲

کے پاس اپنے اعتراض کا کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہے تو وہ اعتراض بھی فضول اور بے کار ہے۔ پس یہ ماننا پڑے گا کہ بچہ کی پرورش حیض کے خون سے ہوتی ہے۔

میں اس موقعہ پر یہ عرض کروں گا کہ یا تو حکیم حکمت سے قطعی ناواقف ہیں اگر واقف ہے بھی تو تعصب کے جوش میں ایسا لغو دعوے کر بیٹھے ہیں۔ اگر پیارے سامعین غور سے بچشم انصاف دیکھیں تو میری یہ دلیل انسان کے گوشت خور ہونے کی نہایت معقول دلیل ہے۔

اب ذرا یہ امر غور طلب ہے کہ جب انسان کی ابتدائے پرورش خون سے ہوتی ہے اور خون ہی سے گوشت بنتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان گوشت نہ کھاوے۔ لہذا گوشت ضرور انسان کی قدرتی غذا ہے بلکہ گوشت کا کھانا انسان کی ابتدائی پرورش دیکھتے ہوئے قدرت کے عین موافق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب جائز گوشت کھانے کی اجازت دیتا ہے۔

دلیل ہفتم

پیارے سامعین آپ صاحبان میں سے بہت ایسے ہوں گے جنہوں نے انڈوں کھایا نہ ہوگا مگر دیکھا ضرور ہوگا۔ آپ کو خیال ہوگا کہ اس کے اندر دو چیزیں ایک سفید دوسری زرد رنگ کی ہوتی ہے۔ اور تیسری کوئی چیز کسی رنگ کی نہیں ہوتی ہے اس موقعہ پر جملہ صاحبان کو قدرت پر ذرا غور و تدبر کرنے کی ضرورت ہے کہ قدرت انڈے کے اندر جو کہ چاروں طرف سے بند ہے غذا کا کیا انتظام کرتی ہے۔ اور مخصوص حکیم صاحب غور فرمائیں۔

دیکھئے جس وقت پرند انڈوں کو داب کر بیٹھتا ہے تو اس میں گرمی پہونچتی ہے۔ گرمی کی وجہ سے زرد رنگ کی چیز سے بچہ بنتا ہے لیکن بچہ کی پرورش کے لئے بھی غذا کی ضرورت ہے۔ بغیر غذا کی بچہ پرورش نہیں پا سکتا ہے لہذا قدرت سفید رنگ والی چیز کو جو انڈے کے اندر

موجود ہے۔ خون سے تبدیل کر دیتی ہے اور اس سے بچہ کی پرورش ہوتی ہے جب بچہ مکمل ہو جاتا ہے تب ہی خون بھی ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا بچہ اندر سے انڈے کو توڑ کر باہر آ جاتا ہے۔

پیارے بھائیو! ذرا غور کرو اور دیکھو کہ قدرت کا منشا یہی ہے کہ جس طرح سے انسان کی ابتدائی پرورش خون سے ہوتی رہی ہے اسی طرح انسان خون سے بنے ہوئے گوشت کو اپنی زندگی میں کھا دے۔ البتہ گوشت کا نہ کھانا ضرور قانون قدرت کے خلاف ہے۔

دلیل دہم

اب ہم کو اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ واقعی گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے"۔

قدرت نے ہر انسان کے اندر کم و بیش ایک ایسا مادہ یا قوت رکھی ہے جس سے انسان مشکل سے مشکل معاملہ کو آسانی کے ساتھ حل کر سکتا ہے اسی کو ہم عقل یا بدھی کہتے ہیں۔ لہٰذا ہم اپنی عقل سے کام لیں کہ وہ اس معاملہ میں ہماری کیا رہبری کرتی ہے۔

جب ہم موالید ثلثہ اور اس کی غذاؤں کو دیکھتے ہیں اُن کی پرکرت یا سرشت اور امزجہ پر غور کرتے ہیں، مذہبی کتابوں کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہم اسی نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ انسان کی قدرتی غذا گوشت نہیں ہے۔ یہی سبق ہم کو قدرت بھی دیتی ہے۔ کیوں کہ گر قدرت کا منشا یہ ہوتا کہ انسان گوشت نہ کھا دے تو دو باتیں ضرور ہی مشاہدہ میں آتیں۔ اول یہ کہ جنین یعنی رحم کے اندر بچہ کی پرورش خون کے بجائے گھاس پھونس یا اناج وغیرہ سے ہوتی۔ دوسرے یہ کہ اگر انسان کسی وقت بھی جان بوجھ کر یا غلطی سے گوشت کو کھا دے تو اس کو اسی وقت وہ بذریعہ قے کے ڈال ڈینا چاہیئے۔ جیسا کہ بال یا مکھی وغیرہ کے کھانے سے انسان فوراً ڈال دیتا ہے۔ لیکن یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔ کیوں کہ بچہ کی پرورش بھی خون سے ہوتی ہے اور جو انسان گوشت بھی کھا دے تو اُس کو اُس کا معدہ قبول کر لیتا ہے۔ ایک بات یہاں

پر مجھ کو یاد آئی ہے اس کو صفر درعرض کردں گا۔ ایک سیٹھ تھے اُن کے یہاں ایک رسوئیا تھا جب وہ مرگیا تو سیٹھ جی نے دوسرے رسوئیا کا انتظام کیا مگر دو چار دن سے زیادہ کوئی رسوئیا نہ ٹھہرتا تھا بلکہ وہ علیحدہ کردیا جاتا تھا۔ اس کے ذمہ الزام یہ تھا کہ کھانا اچھا نہیں پکاتا ہے۔ جب یہ خبر زیادہ مشہور ہوئی تو ایک برہمن دیوتا نے آکر نوکری کی۔ اس کے ہاتھ کا کھانا پسند آیا۔ اس نے تنخواہ کافی چارج کی۔ چوں کہ وہ کھانا اچھا پکاتا تھا لہذا اس کے حسب دلخواہ تنخواہ دی گئی۔ ایک روز سیٹھ جی کھانا کھا رہے تھے کہ دال ماش جو کہ تھالی میں تھی اس میں کنکری سی معلوم ہوئی۔ دال سے علیحدہ کرکے جو دیکھا تو وہ پتھر سا معلوم ہوا۔ جب ہاتھ میں لے کر دیکھا تو ہڈی کا ٹکڑا تھا۔ سیٹھ جی رسوئیا پر بہت ناخوش ہوئے کہ تو نے دھرم بگاڑ دیا۔ رسوئیا نے کہا کہ یہ بات سوائے میرے اور آپ کے کسی تیسرے کو نہیں معلوم ہے اگر آپ مجھ سے ناخوش ہیں تو میں گھر کو جاتا ہوں۔ آپ دوسرے کا انتظام کرلیں۔ اگر آپ کو عمدہ اور لذیذ کھانا کھانا ہے تو اسی طرح سے مل سکتا ہے۔ جب وہ رسوئیا چلنے لگا تو سیٹھ جی گھبرائے کہ یہ چلا جاوے گا۔ تو عمدہ کھانا نہیں ملے گا۔ سیٹھ جی نے رسوئیا کو آواز دی اور کہا کہ مہاراج آپ ناخوش ہو گئے میں نے تو اس لئے کہا ہے کہ آپ اس طرح سے نہ بنایا کریں کہ ہم کو معلوم ہو یعنی بالکل صاف کر لیا کریں لہذا دو روپیہ آپ کی تنخواہ اور بڑھا دی گئی عمدہ کھانا بنایا کرو۔ لہذا وہ رسوئیا بکری کے گوشت کے آب جوش میں برابر دال ماش بناتا رہا اور سیٹھ جی کھاتے رہے۔

میر۔۔۔ اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ اگر فی الواقع انسان قدرتی گوشت خور نہ ہوتا تو ضرور یہی بات تھی کہ سیٹھ جی کا معدہ اس غذا کو ہرگز قبول نہیں کرتا جس میں گوشت کا جزو ملا ہوتا۔ مگر سیٹھ جی برابر کھاتے رہے اور پھر علم ہو جانے پر بھی کھاتے رہے اور معدہ برابر علم کی حالت میں بھی اور لاعلمی میں بھی قبول کرتا رہا اس سے ثابت ہے کہ گوشت ضرور انسان کی قدرتی غذا ہے۔ اور جو لوگ گوشت کے انسانی قدرتی غذا ہونے کی مخالفت کرتے ہیں وہ قدرت کی مخالفت کرتے ہیں۔

پیارے بھائیو! میں نے آپ کے سامنے بارہ مستند اور معتبر کتابوں کے حوالہ جات اور دس عقلی دلائل پیش کئے ہیں جن سے بخوبی اور پورے طور سے ثابت ہو گیا کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے۔ اب مجھ کو یہ دیکھنا ہے کہ میرے قابل دوست اپنے دعوے میں کیا دلائل اور ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد جواب الجواب عرض کرونگا۔ وما توفیق الا باللہ۔

بحث منجانب منشی گنگا سہائے آریہ

صاحبو! میں بھی اپنی بحث کو دو طریقہ پر شروع کرتا ہوں پہلے نقلی ثبوت کرکے اس کے بعد عقلی دلائل سے ثابت کروں گا کہ آدمی ہرگز گوشت خور نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

رگوید منڈل ۱۔ ادھیائے ۱۲ سوکت ۱۶۲ منتر ۱۲۔ جو لوگ اپنے من کو شدھ کرنا چاہیں اور مانس کو چھوڑ کر بھوجن کرتے ہیں وہ ادھمی ہوتے ہیں۔

رگوید منڈل ۱۔ ادھیائے ۱۲۔ سوکت ۱۶۲ منتر ۱۳۔ جو منش مانس اودھ کے پکانے کے بہت برتنوں کے۔ دھوتے جل، ادھ اس میں چھوڑتے ہیں اور اگنی کو جلاتے ہیں، اور اس کو دیکتوں سے ڈھانک نے کو جانتے ہیں وہ پاک ودیا میں کوشل ہوتے ہیں۔

رگوید کے پہلے منتر میں تو صاف تحریر ہے کہ آدمی اس وقت تک پاک نہیں ہوتا جب تک کہ وہ گوشت کو چھوڑ کر کھانا نہیں کھاتا۔ دوسرے منتر کا بھی یہی مطلب ہے کہ جو لوگ گوشت سے علیحدہ رہتے ہیں وہ پاک ودیا میں خوش رہتے ہیں۔ پس دونوں منتروں سے ثابت ہے کہ گوشت نہیں کھانا چاہیئے۔ اور گوشت قدرتاً آدمی کی غذا نہیں ہے۔

یجروید ادھیائے ۲۵ منتر ۲۶۔ اگر کوئی گھوڑے وغیرہ پالکاری حیوانوں اور اتم پرندوں کا مانس کھا دے تو اس کو بیتھا سزا دینا چاہیئے۔

یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۲۵ ۔ منشو جیسے وہ وان جتن مانس ہاریوں کو نردوست کر گھوڑے وغیرہ حیوانوں کی ورد ھی اور رکھا کرتے ہیں ویسے تم بھی کرو۔ اگنی او دھ گنوں سے الگ رہو۔

یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۳۷ ۔ جگدیشور آپ پرجا اور پشوؤں کا پالن کیجئے۔

" ۳۶ منتر ۸ ۔ اے پرمیشور آپ کی کرپا سے دو پائے اور چوپائے کا کلیان ہو۔

یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۵۱ ۔ منشوں کو اچت ہے کہ بکریوں اور مور وغیرہ کو نہ ماریں۔

یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۸۰ ۔ ہے راجن بھیڑ وغیرہ کے روم (بال) اور نوچا (کھال) منشوں کے سکھوں کے لئے ہوتے ہیں اور اونٹ بھار اٹھاتے ہیں منشوں کو سکھ دیتے ہیں اون کو جو دشٹ مارا چاہیں اُن کو ستار کے دُکھ دائی سمجھو اور اُن کو سزا دینا چاہیئے۔

یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۹ ۔ ہے راجن پرسوتم لوگوں کو چاہیئے کہ جن بیل آدھ پشوؤں کے پرجاؤں سے کھیتی وغیرہ کام کرتے ہیں اور جن گئوؤں سے دودھ گھی وغیرہ بھی چیزیں ہوتی ہیں اور جن کے دودھ سے سب پرجا کی رکھشا ہوتی ہے۔ اس کو کبھی مت مارو۔ اور جو ایسا کرے اس کو راجہ خوب سزا دیوے۔

یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۸ ۔ منشوں کو چاہیئے کہ ایک کھر والے گھوڑے وغیرہ پشوؤں اور اپکارک ان کے پشوؤں کو کبھی نہ ماریں جن کے مارنے سے جگت کی ہان اور نہ مارنے سے سب کا اپکارک ہوتا ہے۔ اُن کو منش پالا کریں۔

یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۷ ۔ کوئی بھی منش سب کے اپکارک کرتے ہادے پشوؤں کو کبھی نہ ماریں۔ کنتو اُن کو اچھی طرح حفاظت کرے۔ اور اُن سے

اوپکارے کر سب منشوں کو آنند دیویں۔ جن جنگلی پشوؤں سے گاؤں کے پشوؤں اور منشوں کو ہانی ہو دے تو اُن کو ماریں۔

میں نے صرف نو حوالہ اس وقت بجو ید کے پیش کیے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے منتر ہیں جن سے گوشت کا نہ کھانا یا پشوؤں یا پکشیوں کا نہ مارنا پایا جاتا ہے ان تمام حوالہ جات سے حیوانات کے پالنے اُن کی حفاظت کرنے اور نہ مارنے کا حکم ثابت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حیوانات کو مار کر نہ کھانا چاہیئے پس ثابت ہوا کہ انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے۔

اتھروید کانڈ ۲ ورگ ۱۴ منترا۔ جیسے مانس شراب جوا۔ زنا سے من شدھ نہیں ہوتا ہے ویسے ہی اسے استری تیرا من بھی پرسن نہیں ہوتا۔

۰	۵	۲۱ ۲	طاؤس (مور) بکری۔ کوئے۔ گائے۔ بکرے وغیرہ
۰	۲ ۰	۳۵ ۵	بے جانوروں کو نہ مارنا چاہیئے۔
"	۱۲ "	۱۵ ۲	
"	۵ "	۲۹ ۱۲	مانس کھانے والوں کو راکشش ویشاچ یعنی دشٹ
"	۴ "	۳۹ ۸	کہتے ہیں۔

اتھروید کے حوالہ جات سے ثابت ہے کہ جانوروں کو پالنا چاہیئے۔ اُن کو ہرگز نہ مارنا چاہیئے۔ اور گوشت کے کھانے والے کو راکشش یعنی دشٹ کہا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ گوشت ہرگز نہیں کھانا چاہیئے۔ پس جب گوشت کے کھانے کی ممانعت ہے تو انسان ہرگز گوشت خور نہیں ہو سکتا ہے پس آدمی قدرتاً گوشت خور نہیں ہے۔

منوسمرتی ادھیائے ۷ منتر ۵۰۔ کام کے پیدا ہوتے چیزوں میں شراب پینا۔

پانسا کھیلنا۔ عورت کی اطاعت۔ شکار کھیلنا۔ یہ چاروں ایک سے ایک زیادہ زبون (بُرے) ہیں۔

منوسمرتی ادھیائے ۷ منتر ۵۲ - ان اٹھارہ نام بیسن ہے بیسن اور موت میں بیسن زبون ہے کیوں کہ بیسن والا نرک میں جاتا ہے اور جس نے بیسن کو ترک کیا وہ مرنے کے بعد سرگ میں جاتا ہے اس لئے بیسن سے موت اچھی ہے۔

" " " ۱۰ " ۶۳ - کسی جاندار کو قتل نہ کرنا۔ سچ بولنا۔ چوری نہ کرنا۔ پاکیزگی۔ حواس کو روکنا۔ ان سب دھرموں کو منوجی نے چاروں کے واسطے کہا ہے۔

" " " ۵ " ۵۱ - جس کے بغیر جیو ہنسا نہ ہو سکے۔ اور ہتیا سے مانس کو کاٹنے والا۔ بیچنے والا۔ مول لینے والا۔ بنانے والا۔ مانس کا کھانے والا۔ یہ آٹھوں مارنے والے ہی کہلاتے ہیں۔

" " " ۴۸ و ۴۹ - جیوؤں کی ہنسا کرکے ہی مانس پیدا ہوتا ہے۔ مگر جیو ہنسا کوئی سرگ نہیں ہے اس لئے اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اور مانس کے پیدا ہونے اور جیوؤں کے بدھ بندھن کو دیکھ کر سب جگہ مانس کے کھانے سے بچتا ہے۔

" " " ۵۰ - جو شخص بتائے ہوئے طریقہ کو چھوڑ کر جڑیل کی مانند گوشت نہیں کھاتا ہے وہ دنیا کے آدمیوں کو پیارا لگتا ہے اور بیماریوں سے بھی تکلیف نہیں اٹھاتا۔

میں نے صرف چھ حوالہ منوسمرتی کے پیش کئے ہیں جس سے ثابت ہے کہ شکار کھیلنا گوشت کھانا۔ جیو ہنسا کرنا سب پاپ ہے۔ تو عقل کیسے قبول کر سکتی ہے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے پس ثابت ہوا کہ انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے۔

وشیشک شاستر ادھیائے ۱۔ سوکت ۶۔ وہ اگیان دشٹ بھوجن میں ہے۔ دشٹ بھوجن وہ ہے جس میں ہتیا ہوس کو کھانے سے دوش لگتا ہے لیکن ہتیا کے رہت بھوجن میں وہ دوش نہیں ہے اور ہنسا کی رہت بھوجن سے پروتی ہوتی ہے۔

" " " ۶ " ۱
" " " ۶ " ۸
" " " ۶ " ۱۰۹۶

دیکھئے اس شاستر سے بھی ثابت ہے کہ جس کھانے میں ہنسا ہو وہ کھانا بہت برا ہے اور جو ہنسا سے پاک ہے وہ اچھا ہے۔ ہنسا سے ہی گوشت حاصل ہوتا ہے۔ پس جب ہتیا اچھی نہیں ہے تو آدمی گوشت خور ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔

بالمیکی رامائن بال کانڈ سرگ ۹ شلوک ۱۴۔ اپنے دھرم کی رکھشا کرنے والے اور رعیت کے پالنے والے وید اور ودیانت کے جاننے خصوصاً دید کے پورے ماہر تھے یعنی راجہ دشرتھ جی۔

" اجودھیا کانڈ " ۲۰ " ۲۹۔ اے ماتا میں ۱۴ سال تک بیابان جنگل میں منشوں کی طرح کند مول اور پھلوں سے اپنا جیون گزارتا رہوں گا۔

" " " ۲۵ " ۱۶، ۱۷، ۱۹، ۲۰۔ منی بھیس دھارن کئے ہوئے بیلوں میں پھرتے

بال کانڈ سرگ ۲ شلوک ۱۶ و ۱۸ و ۲۰ ۔ ہوئے ۔ اے پتر تم کو دیوتا سکھ دیتی ہوں
راکشش پشاچ ۔ وغیرہ جتنے برے فعل کرنے
والے و مانس بھکشی ہوں جن میں ان میں
سے کسی کا خوف اسے پتر نہ کرنا ۔ اُن کو چھوڑ
کر اور جو دشٹ خالی منش ، نس بھکشی بھوجن
کرنے والے بن میں رہتے ہیں ان سب
کے واسطے میں ایشور سے دعا کرتی ہوں کہ
تم کو بن میں نہ ماریں ۔

ان منتروں سے پایا جاتا ہے کہ رامچندر جی نے ۱۴ سال تک بن میں پھل وغیرہ کھانے کا وعدہ کیا ۔ اور اگر گوشت کا کھانا جائز ہوتا تو وہ گوشت کے کھانے کا بھی ذکر کرتے علاوہ اس کے دوسرے منتر میں رامچندر جی کی ماتا نے گوشت خور آدمیوں سے بچنے کے لئے پرمیشور سے دعا کی ہے جس سے ثابت ہے کہ انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے ۔

رامائن اجودھیا کانڈ سرگ ۲ منتر ۱۲-۱۳-۱۷ ۔ پھر برکش سے اپنے آپ گرے ہوئے پھل
بھوجن کرنے کو تھوڑے بہت ملتے ہیں
رات دن انھی کے بھروسے سنتوش کرلینا
پڑتا ہے ۔ پھر پھل ہمیشہ نہیں ، کبھی کبھی ادپواس
بھی کرنا پڑتا ہے ۔ پھر جتنا مل جائے گا اُتنے
ہی سے نرواہ کرنا ہوگا بن واسیوں کو من مانا
بھوجن نہیں ملتا ہے اس سے بن دکھدائی ہے

لیجئے ان منتروں سے تو فیصلہ ہی ہوگیا ۔ رامچندر جی فرماتے ہیں کہ بن میں گرے ہوئے پھلوں سے وقت کاٹا جاتا تھا ۔ اور کبھی وہ بھی نہیں ملے تو فاقہ ہی کیا ۔ مگر انھوں نے باوجود

تکلیف کے بھی کبھی گوشت نہیں کھایا۔ پس ثابت ہوا کہ انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے۔
مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے ثابت ہے کہ گوشت کھانا جائز نہیں ہے بدیں وجہ انسان گوشت خور قدرتاً نہیں ہے اب میں عقلی دلائل پیش کرتا ہوں ناظرین غور سے ملاحظہ فرمادیں۔

عقلی ثبوت

میں نقلی ثبوت میں کافی سے زیادہ ثبوت پیش کر چکا ہوں کہ انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے۔ اس لئے میں مختصر مگر مدلل بحث عرض کروں گا۔ اہنسا پرمو دھرما یہ ویدکی ایک شرتی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اہنسا پرم دھرم ہے یعنی دھرم کا مکھ یا پہلا اصول اہنسا کا پرچارک ہی اسی اصول پر ویدک دھرم قائم ہے۔ اس موقعہ پر میں نے منشی گنگا سہائے صاحب وپنز پریسیڈنٹ صاحب کو مخاطب کر کے دریافت کیا کہ یہ کس ویدکی شرتی ہے اور پورا پتہ بتلائیے مگر اس وقت تک نہ لالہ صاحب بتا سکے نہ پریسیڈنٹ صاحب نے بتلایا۔ کہ فلاں ویدکی فلاں شرتی ہے، مہاتما گوتم بودھ گو ویدوں کے خلاف ہے مگر انھوں نے اپنا مت مذہب ہی ویدک اصول اہنسا پرمو دھرمو پر قائم کیا اور وہ یہاں تک قائم ہیں کہ بعض بعض اُن میں سے منہ و ناک پر کپڑا رکھ کر سانس لیتے ہیں تاکہ کوئی جیو سانس لیتے میں اندر جا کر نہ مر جائے۔ پس جب ویدوں میں اہنسا پرچار کا سبق موجود ہے تو کیسے مانا جا سکتا ہے کہ آدمی گوشت خور ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ آدمی قدرتاً گوشت خور نہیں ہے۔

میں پیچھے ثابت کر آیا ہوں کہ آدمی قدرتاً گوشت خور نہیں ہے مگر وہ اپنی زبان کے ذائقہ اور پیٹ بھرنے کے لئے جانوروں کو بڑی طرح بے رحمی کے ساتھ مار کر کھاتا ہے۔ منوجی نے دھرم شاستر کے پہلے ادھیائے میں فرمایا ہے کہ منش جون (انسانی قالب) کو چھوڑ کر باقی تمام جونیں (قالب) بھوگ جونی (سزا پانے کا قالب یعنی جیل خانہ مراد حیوانات) ہیں۔ پس مکھرے وغیرہ تمام حیوانات میں جو جیو (روح) ہیں وہ اپنے کرم جونی (انسانی قالب) کے اعمال

کے پھل (نتیجہ یعنی سزا) بھوگنے کے لئے قید کئے گئے ہیں اس لئے ان کو مار کر قبل از وقت قید سے رہائی دینا قانون قدرت کے خلاف کرنا ہے یعنی جیو نہ معلوم کس مدت کے لئے قید کیا گیا تھا جو وقت سے پہلے چھوڑا دیا گیا حالاں کہ اس جیو کے ساتھ ظلم کیا گیا کہ بکرے وغیرہ کے قالب سے چھوٹ کر بقیہ مدت کے لئے نہ معلوم کیسے جون میں قید کیا جا دے گا۔ کہ ان میں زیادہ دکھ ملے۔ اس سے تو وہ بیچارہ اسی جون میں رہتا تو اچھا تھا۔ اب میں ذرا آپ صاحبان کے سامنے مقتول جانوروں کے اعداد پیش کرتا ہوں جو چھ ماہ کے اندر مار کر کھا گئے

نام جانوران۔	مقدار جو چھ ماہ میں ذبح ہوئے	مقدار روزانہ دودھ فی جانور۔	مقدار دودھ روزانہ جو ان کل ذبح شدہ جانوروں سے ملتا۔
گائے	۵۳۰۶۵۶	۱/۱۰ سیر	۱۹۸۹۶۶ من
بھینس	۷۷۶۲۶	۱/۴ سیر	۸۷۴۴-۸
بکری	۷۰۸۶۴۹۱	۱/۸ سیر	۱۳۲۸۷۱-۲۸

پس چھ ماہ میں جانوروں کی ذبح ہو جانے کی وجہ سے ۲۴۰۵۹۲ من آدھ سیر دودھ روزانہ کا نقصان ہوا۔ بحساب اوسط یومیہ ۱۳۲۷ من دودھ کا نقصان ہوا۔ اگر فرض کیا جا دے کہ ۲۰ سیر دودھ روزانہ پینے سے انسان زندہ رہ سکتا ہے تو ۱۳۲۷۰ آدمیوں کی خوراک ہندوستان سے گئی۔ ان جانوروں کے قبل از وقت مارنے کی وجہ سے اس قدر نقصان عظیم ہوا۔

ہمارے ہندوستان کی سب سے عمدہ غذا دودھ ہے۔ پس انسان کو ناجائز غذا ہرگز نہیں کھانا چاہیئے۔ اور حیوانات کی رکھشا کر کے دودھ حاصل کرنا چاہیئے۔ اب میں چند موٹے موٹے دلائل پیش کرتا ہوں۔

(۱) جس قدر گوشت خور جانور ہیں اُن کے معدہ پر ماتما نے ایسے بنائے ہیں کہ وہ کچا گوشت کھا کر ہضم کر سکتے ہیں لیکن آدمی کا معدہ ایسا نہیں ہے کہ وہ کچا گوشت کھا کر ہضم کر سکے اس سے ثابت ہے کہ آدمی گوشت خور نہیں ہے۔

(۲) جس قدر گوشت خور جانور ہیں وہ صرف گوشت کھا کر ہی زندہ رہتے ہیں۔ اسی طرح سے انسان صرف گوشت کھا کر ہی زندہ رہ سکے تو مانا جا سکتا ہے کہ انسان گوشت خور ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ آدمی صرف گوشت کھا کر زندہ رہ سکے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ آدمی گوشت خور نہیں ہے۔

(۳) گوشت خور جانوروں کے دانت اور ناخون نوکدار ہوتے ہیں جس سے وہ گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھاویں لیکن آدمی کے نہ دانت نوکدار ہوتے ہیں نہ ناخون گوشت خور جانوروں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ لہذا انسان ہرگز گوشت خور نہیں ہے۔

(۴) گوشت خور جانور جفتی میں گھنٹ جاتے ہیں نتیجہ سے پہلے علیحدہ علیحدہ نہیں ہوتے ہیں لیکن برخلاف انسان جفتی میں گھنٹتا نہیں ہے بلکہ درمیان میں جس وقت چاہے علیحدہ ہو سکتا ہے اس سے ثابت ہے کہ انسان گوشت خور نہیں ہے۔

(۵) گوشت خور جانور پانی زبان سے چاٹ کر پیتے ہیں لیکن برخلاف اس کے کہ گھاس خور جانور منہ سے چسکی لگا کر پیتے ہیں۔ چوں کہ آدمی مثل گھاس خور جانوروں کے چسکی سے پانی پیتا ہے اس لئے انسان گوشت خور نہیں ہے۔

(۶) چوں کہ گوشت خور جانور دن کو سوتے اور رات کو جاگتے ہیں لیکن انسان میں یہ بات نہیں ہے اس لئے انسان ہرگز گوشت خور نہیں ہے۔

(۷) چوں کہ گوشت خور جانور تھوڑی سی گھاس کھالیں تو فوراً قے ہو جاتی ہے اسی طرح سے گھاس خور جانور گوشت تو درکنار ذرا سے بال بھی کھا لیں تو وہ بیمار ہو جاتے ہیں اسی طرح انسان بھی بال کھانے سے بیمار ہو جاتا ہے اس سے ثابت ہے کہ انسان گوشت خور نہیں ہے۔

(۸) چوں کہ آدمی نے لنگور سے ترقی کی ہے کیوں کہ آدمی کے ہاتھ پیر۔ دانت وغیرہ سب لنگور سے مشابہ ہیں اور لنگور گوشت خور نہیں ہے۔ اس لئے انسان بھی گوشت خور

نہیں ہے

ان کے علاوہ اور بھی دلائل ایسے ہیں جن سے انسان گوشت خور نہیں ثابت ہی اور برابر کل تک بیان کرتا رہوں مگر مجھ کو بسلسلے سامعین کا عزیز وقت خراب کرنا نہیں ہی یہی دلائل ایسے ہیں جو ہل نہیں سکتے ہیں۔ لہذا میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں فقط۔

تردیدی بحث

اس وقت دنیا میں جس قدر مذہب ہیں اُن میں ہر بات کے دو حکم پائے جاتے ہیں۔ یعنی کرنے اور نہ کرنے کی بابت یا کھانے یا نہ کھانے کی بابتہ یعنی ایک جائز دوسرا ناجائز یعنی جس چیز کے کھانے کا حکم ہے اُسی چیز کے نہ کھانے کا بھی حکم موجود ہے۔ لیکن ان حکموں کی نوعیت وصورت میں فرق ہے فرض کیجئے کہ مسلمانوں میں بکرے کا گوشت کھانے کا حکم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی حکم ہے کہ غیر مسلم کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا ہو تو مت کھاؤ۔ اسی طرح سے سکھ مذہب میں ذبح کیا ہوا کھانے کی ممانعت لیکن جھٹکے کا گوشت کھانے کا حکم ہے۔ اسی طرح سے ہندو دھرم میں ناج وغیرہ کھانے کا حکم ہے لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی حکم ہے کہ بغیر ہون کیے ہوئے یعنی پہلے دیوتاؤں کو کھلاؤ اس کے بعد کھانا چاہیئے ورنہ نہیں۔ (ملاحظہ ہو حوالہ جات منوسمرتی پیش کردہ احقر)

میں شروع ہی میں ادھیائے دو منتر ۱۴ منو دھرم شاستر سے اس مسئلہ پر روشنی ڈال چکا ہوں لیکن ذرا واضح کرنے کے لئے اور عرض کرتا ہوں جس طرح سے شریعت اسلام سکھ وغیرہ مذہب میں ہر بات کے دو حکم ہیں اسی طرح سے ہندو دھرم میں بھی دو طرح کے حکم موجود ہیں اور دونوں واجب التعمیل ہیں (ملاحظہ ہو منو ادھیائے دو منتر ۱۴۱) و

دھرم شاستر میں جائز و ناجائز۔ حلال و حرام دو طریقہ پر عام تحریر ہے اور ہر بات کے دونوں پہلو دکھلائے ہیں۔ شادی کو لیجئے اُس کی بابت لکھا ہے کہ فلاں فلاں قوموں میں

اور فلاں فلاں بیاہ اور فلاں عمر تک کے مرد و عورت کے ہو سکتے ہیں اس کے علاوہ جو ہے وہ ناجائز ہے گو وہ بیاہ ہی باضابطہ ہو مگر دھرم شاستر کے خلاف ہونے سے ناجائز ہے اور ایسے ہی بیاہوں کی ممانعت ہے اب اگر کوئی بے وقوف یہ کہے کہ سند و دھرم شاستر میں بیاہ کی ممانعت ہے تو اس کا کیا علاج ہے ہم اس کو کم علم۔ یا بٹ دھرم متعصب کے سوائے اور کیا کہہ سکتے ہیں اسی طرح سے میں نے جس قدر حوالہ جات پیش کئے ہیں وہ جائز گوشت کے کھانے کی بابت ہیں اور منشی گنگا سہائے صاحب نے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں وہ زیادہ تر غیر متعلق باتیں اور بعض ناجائز گوشت کے کھانے کی ممانعت میں ہیں کیوں کہ میں نے اپنی بحث میں جس قدر حوالہ جات پیش کئے ہیں اور جو کچھ عقلی دلائل عرض کئے ہیں اُن کو لالہ صاحب نے بخوشی خاطر تسلیم کر لیا ہے کیوں کہ آپ نے اس کے متعلق کچھ نہیں فرمایا ہے چوں کہ لالہ صاحب کے حوالہ جات تردید گوشت خوری میں ہیں اس لئے میں ان کو کچھ عرض کرتا ہوں ذرا بغور سے سن لیجئے فقط

میں نے جس قدر حوالہ جات پیش کئے ہیں وہ مستند اور معتبر کتابوں کے ہیں سب سے گوشت کھانے کی اجازت پائی جاتی ہے اور جو حوالہ جات لالہ صاحب نے پیش کئے ہیں اُن سے گوشت خوری کی ممانعت ہرگز نہیں پائی جاتی بلکہ گوشت خوری جائز ثابت ہے۔ کیوں کہ اس میں مخصوص جانوروں کے متعلق لکھا ہے بعض بعض منتروں میں تو مارنے کا حکم بھی ہے جس سے گوشت خوری پورے طور سے ثابت ہے۔

رگوید اور یجروید کے جو حوالہ جات لالہ صاحب نے فرمائے ہیں وہ خاص جانوروں کے متعلق ہیں جن سے ہم بھی متفق ہیں کھیتی کے قابل بیل۔ دودھ والی گائے بھینس سواری کے قابل گھوڑے وغیرہ جانوروں کو بیشک ہرگز نہیں مارنا چاہئے۔ یہی آپ کے منتروں میں لکھا ہے اس کے علاوہ بیلا گائے جو دودھ کے قابل نہ ہو اس کو مار کر کھانے میں نہ وید منع کرتا ہے نہ ہم کہتے ہیں کہ نہ کھانا چاہئے۔ آخیر منتروں میں تو وید نے صاف لکھ دیا ہے

کہ جن جانوروں سے ملک کا نقصان ہوتا ہو اُن کو مارنا چاہیئے۔ پس پنڈت دیانند سرستی کی ستیارتھ پرکاش
۱۸۷۵ء کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ اُنھوں نے بھی یہی لکھا ہے پر ندچرند جانوروں کو اس لئے کھانا
چاہیئے کہ اگر اُن کو نہ کھایا جاوے گا تو وہ بڑھکر ملک کو نقصان پہونچا دیں گے۔

اتھروید کو ہم غیر الہامی ثابت کر آئے ہیں اس لئے اُس کی حوالہ جات پر بحث کرنے کی
ضرورت نہیں ہے۔

منوسمرتی ادھیائے ۷ منتر ۵۰۔ ۵۳۔ ادھیائے ۱۰ منتر ۶۳ بالکل
غیر متعلق ہیں۔ البتہ ادھیائے ۵ منتر ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ اس کی بحث سے متعلق
ہیں اُن کی بابتہ عرض کیا جاتا ہے۔

میں سب سے پہلے منتر ۵۰ کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ذرا پریسیڈنٹ صاحب و
بیز جملہ سامعین لالہ صاحب کے ترجمہ پر غور فرماویں۔

کہتے ہیں کہ "جو شخص بتائے ہوئے طریقہ کو چھوڑکر چڑیل کی مانند گوشت نہیں کھاتا ہے
وہ دنیا کے آدمیوں کو پیارا لگتا ہے اور بیماریوں سے بھی تکلیف نہیں اُٹھاتا"۔

پہلی کہ اس ترجمہ میں یہ الفاظ ہیں کہ گوشت نہیں کھاتا ہے وہ دنیا کے آدمیوں کو پیارا لگتا
ہے، لہذا لالہ صاحب نے سمجھ لیا کہ یہ منتر گوشت خوری کی مخالفت میں خوب ہاتھ آیا۔ لیکن
شروع کے الفاظ پر غور نہیں فرمایا۔ لالہ صاحب نے یہ منتر ایک جینی صاحب بی۔ اے کی
ٹریکٹ سے پیش کیا ہے۔ جب بی اے صاحب ہی اس منتر کے مطلب کو سمجھ نہیں سکے۔
تو لالہ صاحب تو بیچارے معمولی اردو دان میں کیا مطلب پا سکتے ہیں۔ اب ذرا غور سے سنئے
اور سمجھئے۔

منوجی فرماتے ہیں کہ جو شخص کہ وید شاستر کے بتائے ہوئے طریقہ کو چھوڑکر (یعنی وید
شاستر میں جو گوشت کھانے کا طریقہ بتایا گیا ہے اُسکو چھوڑکر) چڑیل کی مانند گوشت نہیں کھاتا
وہ سب کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ منوجی کہتے ہیں کہ جو شخص وید

شاستر کے خلاف گوشت نہیں کھاتا وہ دنیا کے آدمیوں کو پیارا لگتا ہے۔ اور بیماریوں سے بھی تکلیف نہیں اُٹھاتا ہے فی الواقع بیماریوں سے وہی شخص تکلیف اُٹھاتا ہے کہ جو اپنے شرع کے خلاف کرتا ہے۔ پس دھرم کے خلاف یعنی ناجائز گوشت کو جو شخص کھاوے گا وہ ضرور تکلیف اُٹھاوے گا۔

اس بات کی پوری تشریح منوجی نے منتر ۲۵ میں کی ہے کہ شاستر کی بدھ (طریقہ) سے جو مانس شدھ (پاک) ہے اُس کو جو آدمی نہیں کھاتا وہ پرلوک میں اکیس جنم تک پشو ہوتا ہے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب دھرم شاستر میں گوشت خوری کی اجازت اس قدر صاف اور واضح الفاظ میں موجود ہے تو پھر آپ کیوں ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔ اور سیدھی اور صحیح الفاظ کے غلط اور الٹے معنی کیوں کر رہے ہیں۔ دیکھئے منتر ۳۲ میں لکھا ہے کہ جو براہمن شاستر کی بدھ (طریقہ) جاننے والا ہے اور وہ بغیر وقت مصیبت کے اور حالت میں بدھ کے خلاف اگر مانس کو کھاوے تو اُس کے مانس کو پرلوک میں وہ کھاتا ہے جس کے مانس کو اس نے کھایا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو برہمن بتائے طریقہ کو چھوڑ کر اشدھ کو کھاوے گا تو اس کے گوشت کو پرلوک میں وہ کھاوے گا جس کا گوشت برہمن نے کھایا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ ہر طرح کے گوشت کا کھانا منع ہے کسی پہلو سے غور کیجئے ہر طرح سے ثابت ہے کہ شاستر کے طریقہ سے جو گوشت شدھ ہے وہ کھانے کے قابل ہے اور ضرور کھانا چاہئے۔ اور وید شاستر کے طریقہ کے مطابق شدھ نہیں ہے اس کو ہرگز نہیں کھانا چاہئے۔ لالہ صاحب کو کل تک تو آپ ہی کھاتے رہے تھے اب بھی آپ کے گھر میں گوشت پکتا ہے اور آپ کا بھائی کھاتا ہے۔

منتر ۴۵ سے اُن جانوروں کے مارنے اور گوشت کھانے کی ممانعت تحریر ہے جن کا مارنا اور کھانا وید شاستر کے طریقہ کے خلاف ہے یعنی جن کا کھانا وید شاستر حرام

ہے۔ لیکن ہمارے متعصب وہٹ دھرم دوست نے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی غرض سے بے سوچے سمجھے یہ منتر پیش کئے ہیں۔ پنڈت دیانند سرستی نے ایسے ہی متعصب اور ہٹ دھرم لوگوں کے لئے لکھا ہے کہ اُن کی عقل مذہبی تعصب کی تاریکی میں پھنس کر زائل ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جناب نے ونیز جینی صاحب بی۔ اے۔ نے منتر ۵ کا مطلب غلط سمجھا اور پبلک کو دھوکا دینے کے لئے پیش کیا۔ (میں الزام اون کو دیتا تھا تصور اپنا نکل آیا۔)

منتر ۴۸-۴۹ میں ایسے ہی گوشت کے نہ کھانے کا حکم ہے جو کہ ازروئے ویدشاستر کے ناجائز منتر اہ میں صرف مارنے والوں کی تفصیل ہے۔

وشیشک شاستر اور رامائن کے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں اُن میں گوشت خوری کا ذکر تک نہیں ہے۔ اس لئے وہ غیر متعلق ہیں اب میں عقلی دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

---

۵ اپریل ۱۹۲۲ء سے آج ۲۲ اپریل ۱۹۲۲ء تک آپ کو ستر ہ یوم کا کافی موقعہ ملنے پر بھی اس وقت تک آپ یہ نہیں بتلا سکے کہ اہنسا پرموں دھرمان کس وید۔ اوپنیشد منتر کی شرتی ہے جہاں تک میری عقل کام دیتی ہے یہ شرتی کسی وید کی نہیں ہے۔ اور نہ کسی شاستر کا حکم ہے بلکہ یہ بودھ مت کا اصول ہے کیوں کہ آپ نے یہ فقرہ بابو دیا چند جینی بی۔ اے کے ٹریکٹ تردید گوشت خوری سے لیا ہے اور زیادہ تر بحث بھی اسی سے کی ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ یہ فقرہ واقعی بودھ مت کا ہے کیوں کہ بودھ جین مذہب دونوں ویدوں کو نہیں مانتے ہیں۔

جہاں تک مجھ کو معلوم ہوا ہے مہاتما بودھ نے ویدوں کے خلاف جو اپنا مذہب اہنسا پرموں دھرماں پر جو قائم کیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ویدوں میں گوشت کے کھانے جانوروں کے مارنے کا حکم ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک شخص ویدک دھرم میں

پیدا ہو پرورش و تعلیم پائے اور بلا وجہ ویدوں کے خلاف ہو جائے اس کو کلام خدا ہونے سے انکار ہے۔ جب ہندوستان میں بودھ مذہب کا عروج ہوا۔ اُس وقت بودھوں نے ہندوستان سے ویدوں کو تلاش کر کے جلا دیا اور ہمیشہ کے لئے بیج کھو دیا مگر پھر شنکر آچاریہ نے اپنا بدلہ بودھوں سے لیا ہے یہی وجہ ہے کہ پنڈت دیانند سرستی نے جرمنی سے وید منگائے تھے۔ پس جب آپ شرتی کا حوالہ نہ دے سکے اور یہ شرتی جین یا بودھ مذہب کی ہے جو ویدوں کے خلاف ہے پس آپ کو کوئی حق اس کے پیش کرنے کا نہیں ہے۔ بلکہ آپ ویدوں سے ثبوت پیش کرتے۔

آپ نے دوسری بات یہ فرمائی ہے کہ گائے اور بھینس و بکری قبل از موت ذبح کر دیئے گئے۔ اگر وہ زندہ رہتے تو کب تک اپنے قالبوں میں رہتے۔ جس مذہب کا اس قدر کمزور اور لچر اعتقاد ہو کہ موت کے وقت سے پہلے بھی موت واقعہ ہو جاتی ہے اُس مذہب کا کیا ٹھیک ہے۔ چوں کہ یہ اہم بات ہے اس لئے میں پیارے سامعین کا زیادہ وقت خراب کروں گا سنئے۔

قبل از وقت موت کے متعلق رسالہ فریاد بیوگان میرٹھ بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک سوال شائع ہوا تھا وہ سوال یہ تھا کہ کوئی سجن پرش اس سوال کا مدلل اور صاف صاف جواب تحریر فرمائیں کہ انسانی یا حیوانی موت کے لئے پرمیشور نے کوئی خاص وقت مقرر فرمایا ہے کہ جس پر اُس کو ضرور مرنا چاہیئے یا دوا علاج کھانے پینے وغیرہ کی بے احتیاطیوں کا نتیجہ موت ہے۔ میں نے اپنے خیالات کے متعلق فوراً جواب تحریر کر کے بھیجدیا مگر محض تعصب کی وجہ سے وہ مضمون شائع نہیں کیا گیا ایک عرصہ تک خط و کتابت رہی آخر کار میں نے اُس مضمون کو واپس منگا کر اخبار اہل سنت والجماعت امرت سر مورخہ یکم و ۱۱ر جنوری سنہ ۱۹۲۵ء میں شائع کرا دیا۔

فروری سنہ ۱۹۲۰ء سے لے کر اپریل سنہ ۱۹۲۲ء تک جب تک کہ میں رام پور میں رہا کسی شخص

کی طرف سے شائع نہیں ہوا مجھ کو بھی حسرت رہی کہ کوئی ویدک دھرم والے اس پر روشنی ڈالیں۔ وہ مضمون جو میں نے شائع کرایا تھا وہ یہ ہے۔

آریہ سماج والوں کا یہ دعوے ہے کہ وید علم کل ہیں اور کوئی بات ایسی نہیں ہے کہ جو ویدوں میں نہ ہو۔ لیکن ہم کو سوال مذکور سے نہایت حیرت و استعجاب ہوا۔ کیوں کہ اگر موت و حیات کا مسئلہ ویدوں سے چھو بھی جاتا تو ایسا سوال کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ وید مقدس ہم کو نہ یہ بتلا سکتے ہیں کہ موت کب ظہور پذیر ہوتی ہے اور نہ یہ بتلا سکتے ہیں کہ موت کے بعد کیا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ پیروان وید مقررہ فن ذہنی سے کام لیتے ہیں۔ آج اہل ہنود میں دو خیال کے آدمی موجود ہیں ایک فریق کہتا ہے کہ موت کا وقت پرماتما نے ضرور مقرر کیا ہے دوسرا فریق کہتا ہے کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے زندگی انسان کے اختیار میں ہے جس قدر چاہے بڑھا لے جس قدر چاہے گھٹا لے۔ کاش اگر ویدوں میں اس کے متعلق اشارتاً بھی ہوتا تو ایک ہی کتاب کے ماننے والے دو راستوں پر ہرگز نہ ہوتے۔

فی الواقع اگر دنیا میں مکمل نافع اور کافی ہدایت کرنے والی سچائی پر چلانے والی وحدانیت بتلانے والی دنیا کے اندر الہامی کوئی کتاب ہے تو وہ قرآن شریف ہے اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں ہو سکتی ہے یہ سوال تو کچھ بھی نہیں ہے اس سے بھی اہم سوال ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بھی قرآن شریف حل کر سکتا ہے۔ اس سوال کا جواب قرآن شریف میں بہت سی جگہ مذکور ہے مگر طوالت مقصود نہیں صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔

یعنی اور نہیں

لایق واسطے کسی جان کے یہ کہ مرجاوے مگر ساتھ حکم اللہ کے لکھ رکھا ہے وقت مقرر کر کے۔

اس آیہ کریمہ کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کوئی انسان یا حیوان اس قابل نہیں ہے اور نہ کسی کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ خلاف وقت جو کہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے مرجاوے۔

یہ ہے علم کل و علم الٰہی۔

اس جواب سے کوئی وحدانیت پرست جو صرف ایک وحدہٗ لاشریک کا ماننے والا ہے وہ ہرگز اس جواب سے منکر نہیں ہو سکتا ہے مگر پھر بھی مخالفین کی تسکین اور دل نشین کرنے کے لئے یہ چند عقلی دلائل اپنے نقلی ثبوت کو مدلل کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں کیوں کہ اسلام کا اصل اصول بھی یہی ہے کہ منقولات جب معقولات کی کسوٹی پر کھرے ثابت ہوں تب ان کو ماننا چاہیئے۔

پہلی دلیل۔ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ بعض بعض انسان دنیا میں آکر زمین کو بھی آنکھ کھول نہیں دیکھ پاتے ہیں جس پر کہ وہ شکم مادر سے گرے تھے بلکہ صرف دو ایک سانسیں لے کر ختم ہو جاتے ہیں اور بعض پانچ سال اور بعض دس سال اسی طرح بعض سو سال اور بعض اس سے بھی زیادہ عرصہ تک زندہ رہ کر مرجاتے ہیں پس یہ تفاوت ہم کو بتلاتا ہے کہ موت کا وقت ضرور اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے کہ فلاں شخص فلاں وقت اور فلاں شخص فلاں وقت مرے گا جس میں ایک لمحہ کم و بیش نہیں ہو سکتا ہے اور جو اٹل ہے۔

دوسری دلیل۔ یہ بات مشاہدہ میں آرہی ہے کہ جن امراض کے صدہا نسخہ اور تیر بہدف دوائیاں ہیں اور معمولی دوائی سے بھی حکمی صحت ہو جاتی ہے۔ لیکن اونہی امراض میں ہزاروں مرے چلے جاتے ہیں اور جو امراض مہلک اور لاعلاج ہیں اور جن کی بابت حکما و ڈاکٹر جواب دے دیتے ہیں کہ یہ مریض جاں بر نہیں ہو سکتا ہے مگر وہی مریض لوٹ پوٹ کر اچھا خاصا تندرست ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس کے اس وقت ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ ایک ہی مرض میں (خواہ وہ بخار ہو یا طاعون یا ہیضہ وغیرہ وغیرہ) دو شخص ایک وقت اور ایک ہی عمر کے بیمار ہوتے ہیں اور ان کا معالج بھی ایک اور تیماردار بھی ایک ہی ہوتا ہے مگر ایک اچھا ہو جاتا ہے اور دوسرا مرجاتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جوان مرجاتے ہیں اور بوڑھے بچ جاتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن کی دوا علاج دوڑ دھوپ ہوئی ہے

وہ مرجاتے ہیں اور جن کی دوا در کنار کوئی خبر لینے والا بھی نہیں ہوتا ہے وہ بچ جاتے ہیں بہر حال ان تمام باتوں سے ثابت ہے کہ موت کا وقت اللہ تعالیٰ نے ضرور مقرر فرمایا ہے جس پر کہ وہ مرجاتا ہے۔ اور ہر جاندار کو مرنا ہے۔

تیسری دلیل۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ چاند سورج ہمیشہ سے اپنے اپنے وقت پر طلوع و غروب ہوتے ہیں۔ کبھی ایک لمحہ کا بھی فرق نہیں ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے حاملہ عورت کے لئے نو ماہ بکری کے لئے پانچ ماہ گھوڑی کے واسطے ایک سال وغیرہ وغیرہ مدت وضع حمل کے واسطے مقرر ہیں۔ اسی طرح سے فصل کے واسطے چھ چھ ماہ۔ جاڑا گرمی۔ برسات کے واسطے چار چار ماہ مقرر ہیں۔ ماسوا اس کے یہ بات بھی تجربہ میں آچکی ہے کہ چاند یا سورج گرہن کے واسطے جنتریوں میں۔ یا پنڈتوں میں جو تاریخ۔ وقت۔ دن مقرر ہوتا ہے تو گرہن اُسی وقت پڑتا ہے کچھ فرق نہیں پڑتا ہے اپنی پر کیا منحصر۔ دنیا میں جس چیز پر نظر کی جاتی ہے کوئی بھی بمصداق (واسطے ہر چیز کے وقت ہے قرار پکڑنے کا)

تعین وقت سے خالی نہیں ہے بلکہ یہ نظام عالم ہی تعین وقت پر چل رہا ہے اور انسان کا مرنا جینا بھی نظام عالم میں شامل ہے۔ اس لئے ثابت ہے کہ انسانی یا حیوانی عمر کا تعین بھی ضرور ہے اور اسی تعین کے آخر وقت کو موت کا وقت کہتے ہیں جس پر کہ وہ مرتا ہے

چوتھی دلیل۔ اگر سائنس کی طرف بھی توجہ کیجئے تو اس سے بھی کافی تسکین بخش جواب ملتا ہے یعنی اگر چند کپڑے یک صندوق میں محفوظ کر کے بند کر دیجئے اور اس کو نہ کھولئے تو ایک عرصہ بعد وہ کپڑے گل کر خاک ہو جائیں گے۔ حالاں کہ وہ صندوق کبھی کھولا نہیں گیا تھا۔ لیکن جب تک اُن کپڑوں کے گلنے کا وقت نہیں آئے گا اُس وقت تک وہ کپڑے خراب نہیں ہوں گے مگر جب وقت آجائے گا یعنی اس کے گلنے کی میعاد آجاوے گی تب ہی وہ کپڑے گل کر خاک ہو جاویں گے پس ثابت ہوا کہ اسی طرح سے ہر چیز کے ختم ہونے کا وقت بھی پروردگار عالم نے ضرور مقرر فرمایا ہے جس کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی مقرر نہیں کر سکتا۔ پس اُسی

وقت پر ہر ذی روح کو مرنا ہوگا۔

اب میں ایک دو مثالیں ہندو مذہب سے پیش کرتا ہوں لیکن آپ صاحبان یہ خیال نہ فرمادیں کہ میں آپ کے عقائد کا قائل ہوں۔

پانچویں دلیل ۔ پرماتما اتھروید پرپاٹھک ۸ ۔ انواک ۱ منتر ۱ میں فرماتا ہے کہ سرشٹی (دنیا) چار ارب تیس کروڑ سال تک قائم رہے گی۔ (ماخوذہ کلیات آریہ مسافر) اس حوالہ سے یہ بات ثابت ہے کہ دنیا کی عمر..... ۴۳۲۰ سال کی ہے ایک لمحہ کم وبیش نہیں ہوسکتا اسی طرح سے دنیا والوں کی یعنی انسان وحیوان کی عمر کا تعین بھی ضرور ہے اسی تعین کے آخر وقت کو موت کہتے ہیں۔

چھٹی دلیل ۔ میں اب مسئلہ تناسخ یعنی آواگون کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو آپ صاحبان میں نہایت وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ امر مسلمہ آپ صاحبان کو ہے کہ انسانی قالب کرم یونی (صرف فعل کرنے کا قالب) اور بقیہ تمام حیوانات ونباتات کے قالب بھوگ یونی (صرف سزا کاٹنے کا قالب یعنی جیل خانہ) ہیں پس میں اسی سے ثابت کرتا ہوں کہ موت کا وقت ضرور اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔

انسان نے اپنے زمانۂ حیات میں کچھ برے فعل کئے اور جس کی پاداش میں وہ برس کے لئے حیوانی قالب میں گرفتار کیا گیا اور دوسرے جیو یعنی روح نے نہ بہت اچھے کرم کئے اور نہ بہت برے فعل کئے اس لئے وہ پچاس برس کے واسطے انسان بنایا گیا۔ بہرحال دونوں روحیں انسانی وحیوانی قالبوں میں اپنی اپنی مدت تک رہیں گی اور میعاد ختم کر کے قالبوں کو چھوڑ دیں گی جس میں ایک پل بھی کم وبیش نہیں ہوسکتا ہے کیوں کہ دونوں کو افعال کے صلہ میں قالب دیئے گئے ہیں اور خداوند عالم کسی روح کو بلا تعین وقت سزا یا جزا کے لئے قالب نہیں دیتا ہے (بقول آپ صاحبان کے) اگر بلا تعین وقت کے قالب دیوے تو وہ انیائے (غیر منصف) کہلائے گا۔ اور تمام نظام

عالم جو تعین پر چل رہا ہے وہ درہم برہم ہو جاوے گا۔ کیوں کہ جب دنیاوی حاکم ہر فعل کی سزا یا جزا کا تعین مقرر کرتے ہیں تو حاکم الحاکمین بادشاہ زمین و آسمان کیوں تعین میعاد سزا یا جزا دینے لگا۔ پس ثابت ہے کہ موت کا وقت ضرور مقرر ہے جس پر ہر ذی روح کو مرنا ہوگا۔

یہ بات عقلی و نقلی دلائل سے پورے طور سے ثابت ہوگئی کہ ہر ذی روح کی عمر کا وقت مقرر ہے پس جس وقت وہ وقت آوے گا تب وہ مرے گا اس سے پہلے ہرگز نہیں مر سکتا ہے یہ کہنا کہ وقت سے پہلے موت ہوگئی نہایت ہی کمزور اور بیہودہ خیال ہے۔

اب میں اُن دلائل کا جواب الجواب عرض کرتا ہوں کہ جو آپ نے عدم جواز گوشت خوری میں فرمائے ہیں۔

(۱) میں نے اپنی بحث میں معدوں کے متعلق کافی روشنی ڈال دی ہے مزید اضافہ مکرر عرض کرتا ہوں کیوں کہ میرے دوست کو یہ حسرت نہ رہ جائے کہ میرے اعتراض کا جواب نہ دیسکے سکے۔ متمیز ہونے کے لئے یہ بھی خاص بات رکھی ہے یعنی انسان کے معدے میں اس قدر حدت نہیں رکھی ہے کہ وہ کچی چیز کو ہضم کر سکے اور نہ انسان کے معدے میں خاریا دانتے پیدا کئے ہیں جس سے وہ پیس کر خود بخود ہضم کر دے پس ان وجوہات سے ضروری ہے کہ انسان غذا کو پکا کر کھاوے۔ کل کی بات ہے کہ بابو رلدھا کشن صاحب نے کچے گیہوں کا دلیا کھانا شروع کیا تھا کہ چند روز نہیں گزرے کہ اس قدر سخت بیمار ہوئے کہ ہفتوں بعد صحت ہوئی اس بات کو رام پور کا ہر شخص جانتا ہے۔ پس یہی وجہ ہے کہ انسان کچے گوشت کو کھا کر ہضم نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ علاوہ گوشت کے اور بھی کسی غذا کچی نہیں کھا سکتا ہے۔

(۲) آپ کی دوسری دلیل بھی بالکل غلط اور فضول ہے۔ کیوں کہ گوشت خور جانوروں میں بھی تین قسم کے جانور ہیں (۱) اول وہ جو صرف گوشت ہی کھاتے ہیں جیسے شیر۔ بھیڑیا وغیرہ۔ دوسرے وہ کہ گوشت بھی کھاویں اور اناج وغیرہ بھی جیسے بلی و کتا و گیدڑ وغیرہ (۳) تیسرے وہ

جو گوشت بھی کھا دیں، و جمادات بھی جیسے سانپ وغیرہ۔ اور میں یہ ثابت کر چکا ہوں کہ انسان نہ گوشت خور جانوروں سے مشابہ ہے نہ گھاس خور سے پس اسی طرح سے انسان نہ بالکل گوشت ہی کھا سکتا ہے نہ اناج کی قسم سے ایک ہی چیز پس آپ کی یہ دلیل بیکار ہے۔

(۳) مجھ کو آپ کی اس دلیل پر افسوس آتا ہے حالاں کہ میں نے آپ کی دلیل کی جان کھینچ کر اپنے عقلی دلائل کی دوسری دلیل میں گھسا دی ہے مگر آپ تو گانٹھ کی رکھتے ہی نہیں ملاحظہ فرمائیے

پروردگار عالم نے ہر جاندار کو اس کے جسم و عقل کے مطابق کوئی نہ کوئی حفاظت کا ذریعہ اور خورد و نوش کے وسائل مہیا فرما دیئے ہیں۔ اگر اللہ بزرگ و برتر نے درندوں کو نوکدار ناخون و دانت دیے ہیں تو چرندوں کو بھی سینگ عطا فرمائے ہیں تاکہ وہ اپنی حفاظت کر سکیں اور اپنے دشمنوں کا پیٹ نوکدار سینگوں سے چاک کرنے کے لئے کافی ہوں۔ گھوڑے کو سینگ عطا نہیں ہوئے تو اس کو سم ایسا دیا ہے کہ وہ کھوپڑی پہ پڑنے سے کافی ضرب لگا سکے۔ پھر پچھلے پاؤں میں وہ بڑی قوت عطا فرمائی گئی ہے کہ وہ دشمن کو اپنے قریب آنے کی جرأت ہی نہ دلا سکے۔ انسان کو عقل عطا فرمائی ہے کہ وہ درندوں کے نوکدار دانت و ناخون سے اور چرندوں کے لمبے لمبے اور نوکدار سینگوں سے بچ کر بچھی۔ بلم۔ توپ۔ بندوق وغیرہ اسلحہ سے مقابلہ کر سکے۔ اور ان کو زیر کر کے اپنی ضرورت کو پورا کر سکے۔

پس اگر آدمی کے دانت و ناخون نوکدار نہیں ہیں تو اس کے لمبے لمبے سینگ اور چوڑے چوڑے سم چرندوں جیسے نہیں ہیں۔ اگر انسان گوشت خور نہیں ہے تو سینگ اور سم نہ ہونے کی وجہ سے وہ پھل و اناج خور بھی نہیں ہے۔ پس ہوا کھا کر انسان زندہ رہے وہ غیر ممکن ہے پس بوجوہات مندرجہ دلیل نمبر ۲ انسان گوشت خور بھی ہے اور پھل وغیرہ خور بھی۔

(۴) دلائل چار لغایہ سات بھی نہایت بوسیدہ اور بدبودار ہیں اور تضیع اوقات کے سوائے کچھ حاصل نہیں مگر چوں کہ جواب نہ دینا لالہ صاحب کو زیادہ گویائی کی ہمت دیگا۔

لہٰذا مختصر علامات میں عرض کئے جاتے ہیں۔

یہ دلیل بھی آپ کی غلط اور نتیجہ کی بھی ہے کیوں کہ میں نے یہ چشم خود دیکھا ہے کہ بلی بھی گوشت خور جانور ہے اور شیر کے مشابہ ہے وہ چوہے میں منہ گھستی ہے مگر چوہے سے نسل نہیں بندر وغیرہ کے جفتی کی اور علیحدہ ہوگیا۔ جیسے یہی حالت بقیہ بیان کی ہے۔

یہ ہم پہلے تسلیم کئے ہیں کہ آدمی نہ گوشت خور جانوروں کے مشابہ ہے اور نہ گھاس خور جانوروں کے بلکہ بعض بعض خواص و عادات دونوں کی بنا پر جیوانات سے ملتی ہے بدیں وجہ انسان گوشت خور بھی ہے اور نباتی و پھل خور بھی۔

۹۔ یہ دلیل بھی ماشاء اللہ خوب ہے۔ میں تو اس بات کو نہیں کہہ سکتا ہوں کہ آدمی نے بندر یا لنگور سے ترقی کی ہے مگر چونکہ لالہ صاحب فرماتے ہیں اس لئے انہوں نے ہی ترقی لنگور سے کی ہوگی۔ لہٰذا ایک شعر یاد ہے وہ سناتا ہوں جو کسی مسلمان کا ہے ؎

لاحول ولاقوۃ یہ کون بشر ہے
سب شکل تو لنگور کی پر دم کی کسر ہے

سوامی درشنانند نے تو بندر سے ترقی کرنا لکھا ہے مگر آپ نے لنگور سے فرمایا ہے۔ اول تو یہ سامنے نہیں ہے کیوں انسان نہ بندر لنگور کی طرح سے پیدا ہوتا ہے اور نہ اس کی تکمیل مدت حمل میں لیتا ہے۔ اگر ہو بھی تو بندر لنگور دونوں گوشت خور ہیں لہٰذا اس سے یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ بندر و لنگور جو میں کھاتا ہے نہیں خون کی بنتی ہیں وہ جیو ہی علاوہ اس کے بندر و لنگور انڈے پی جاتے ہیں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ انڈے کے بندر خون ہوتا ہے پس بندر و لنگور دونوں گوشت خور ہوئے۔

اگر یہ کہا جائے کہ بندر و لنگور میں تفاوت ہے یہ غلطی ہے دونوں کی شکل و صورت بناوٹ حرکات و سکنات ایک ہی ہیں صرف رنگ کا فرق ہے اور جب یہ بات مشاہدہ میں آگئی ہے کہ دونوں انڈے اور جو میں کھاتے ہیں تو پھر وہ دونوں ایک ہوں یا جدا جدا

گوشت خور ہیں۔ لہذا آدمی بھی گوشت خور ہوا۔

میرے عقلی دلائل و نقلی دلائل سے میرے جواب الجواب سے یہ بات قطعی طور سے ثابت ہے کہ انسان قدرتاً گوشت خور ہے لیکن منشی گنگا سہائے صاحب کی جواب سے ذرا برابر بھی تو تردید گوشت خوری کی نہیں ہوئی بلکہ اور تائید ہو گئی ہے اب میں پریسیڈنٹ کے فیصلہ کا منتظر ہوں۔

اس کے بعد پریسیڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ عبدالرحمن خاں کی بحث سے ثابت ہے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے لیکن منشی گنگا سہائے کی بحث سے ثابت ہے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے لہذا میں اپنا فیصلہ پھر سنا دوں گا۔

میں نے و نیز دیگر صاحبان نے اور مخصوص عالی جناب بابو مہری کشن لعل صاحب انریری اسسٹنٹ کلکٹر و مجسٹریٹ تحصیلدار صاحب سے فرمایا کہ ترویدی جی جب آپ نے فریقین کی بحث کی بابت فرما دیا تو دو منٹ بیٹھ کر اپنی رائے بھی ظاہر فرما دیجئے مگر انہوں نے فرمایا کہ مصلحت وقت یہی ہے کہ میں فیصلہ کو پھر سنا دوں۔

اس کے بعد جناب تحصیلدار صاحب موصوف نے پنڈت میگھ ناتھ صاحب سے فرمایا کہ آپ بھی سنسکرت کے ودوان ہیں آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے اور بحث فریقین سے کیا نتیجہ نکلتا ہے اس پر پنڈت میگھ ناتھ صاحب نے فرمایا کہ میں ایمان کی کہوں گا اور مجھے کسی کی رورعایت منظور نہیں ہے دراصل انسان اس وقت جب سرشٹی رچی گئی ہے (یعنی دنیا پیدا ہوئی ہے) اس وقت تمام انسان گوشت خور تھے اور آج تک ہیں مگر جن کی پرکرت نے اس کو اچھا نہ سمجھا وہ چھوڑتے گئے اور جن کی پرکرت نے اچھا سمجھا وہ کھا رہے ہیں۔ باقی فیصلہ کی بابت میں کچھ نہیں جانتا۔

لیکن میں چند مرتبہ رام پور بھی گیا مگر آج تک فیصلہ نہیں دیا۔ وجہ یہ ہے کہ اس

ہیں اپنی قوم کی ہتک بھی علاوہ اس کے جس بات کو تردیدی جی ناجائز فرماتے تھے وہ اُن کی زبان سے جائز ثابت ہوتا تھا بدیں وجہ فیصلہ نہیں سنایا گیا۔

میں نے ایک عام سوال اخبار الفقہ امرتسر مورخہ ۵ جنوری ۱۹۲۱ء میں شائع کرایا تھا اُس کا بھی گوشت خوری سے تعلق ہے لہذا اس کو یہاں پر درج کرکے جواب کا خواستگار ہوں کہ کوئی صاحب خواہ ہندو ہوں یا مسلمان جواب عنایت فرمادیں۔ اسی پر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

ایک عام سوال

جناب اڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ میں ایک زمانہ سے دیکھ رہا ہوں کہ تمام ہندو راضی و ناراضی، جائز و ناجائز ہر طریقہ سے مسلمانوں پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ گائے کی قربانی قطعاً بند کردی جائے اور جس کی بابت شاہ آباد۔ آرا۔ کٹار پور کے واقعات شاہد ہیں۔ اور علماء اسلام بھی پولیٹیکل معاملات و اتحاد باہمی کی خاطر قرآن و حدیث نبوی صلعم سے رسم قدیم اور حکم شرعی کے منسوخ کرنے اور مسلمانان و شیدائیان اسلام کا گلا بند کرنے کی کوشش کر رہے تمام مسلمانان اس بات سے واقف ہیں کہ ایک سال سے کم کی بکری قابل قربانی نہیں۔ مگر آج کیا کوئی عالم صاحب بتا سکتے ہیں کہ ایک سال کی بکری سات آٹھ روپیہ سے کم میں مل سکتی ہے پھر وہ شخص جو صرف دو ڈھائی روپیہ قربانی میں خرچ کرسکتا ہو کیسے بکری کی قربانی کرسکتا ہے چہ جائیکہ اونٹ۔ تو ایسی حالت میں وہ شخص سوائے اس کے کہ یا تو بموجب فتوے علماء اسلام حامی خلافت و اتحاد ہندو مسلم۔ اپنی مذہبی و شرعی رسم قدیم قربانی سے دست بردار ہو جائے یا وہ روپیہ خلافت فنڈ یا گئو رکھشا فنڈ میں داخل کردے۔ اور کیا کرسکتا ہے وہ شخص گائے کی قربانی کی غرض سے اس کے ساتویں حصہ کا خریدار نہیں بن سکتا ہے۔ کیوں کہ اس کو گائے کی قربانی کی اجازت نہیں ہے اتحاد باہمی کے واسطے یہ ضروری نہیں ہے

کہ پولیٹکل معاملات میں مذہبی رسومات کے بند کرنے کا فتویٰ دیا جاوے اور اتحاد باہمی کی راہ حاصل کی جاوے جب کہ وہ رسم قربانی دونوں مذہبوں میں پائی جاوے جیسا کہ آگے چل کر ظاہر کروں گا اور مباحثہ میں بھی ثابت ہے) اگر وہ ہندو رسم قدیم قربانی خود چھوڑ دیں تو اس کی وجہ معقول و منقول بتلائیں ورنہ صرف فضول معقولات سے کام لینا مسلمانوں کو ناجائز طریقہ سے دبانا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ علماء اسلام نے یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ ہندوؤں کے وید مقدس اور دھرم شاستر اور دیگر معتبر کتابوں میں گائے کی قربانی نہیں ہے؟ اگر ہندوؤں کی معتبر کتابوں میں گائے کی قربانی موجود ہے تو علماء اسلام بمصداق

اقتبسوا اگر وہ یعنی کافر یادیں

تجھ کو وہ تمہارے دشمن ہیں وہ جس وقت موقعہ پاویں گے تو وہ ہاتھ اور زبانوں سے برائی کرنے یا نقصان پہونچانے میں کوتاہی نہ کریں گے۔ اور کافر اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ اس لئے یہ تمہارا ماتا تم کو ہرگز فائدہ نہ دے گا۔) قربانی گائے سے منکر ہو گئے۔ اور یہ اتحاد ہرگز کام نہ آوے گا۔ اور علماء اسلام نے یہ بھی معلوم کیا ہے کہ گائے کو کن وجوہات سے اہل ہنود قابل تعظیم و تکریم مانتے ہیں۔ کوئی معقول و منقول ثبوت ہندوؤں کے پاس موجود ہے یا صرف زبانی جمع خرچ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس لئے میں اڈیٹر صاحب سے نہایت ادب سے دست بستہ مستدعی ہوں کہ عریضہ ہذا معہ مندرجہ ذیل سوالات ضرور ضرور اپنے اخبار میں درج فرما کر مشکور و ممنون فرمائیے گا۔ فقط والسلام۔

غیر مسلم ہندو آریہ بھائی شخصیت اور تعصب کو دور کر کے مندرجہ ذیل باتوں کا جواب ضرور عنایت فرماویں جو معقول و منقول ہوں۔

(۱) ہندو و آریہ دوستوں کو یہ بات تسلیم ہے۔ کہ حیوانات مطلق و نباتات بھوگ یونی اشرف سزا کاٹنے کا قالب یعنی جیل خانہ) ہیں اور گائے بھی مثل دیگر جانوروں کے بھوگ یونی ہے

ہر ہر شاستر یا سمرتی (جس پر تمام ہندو آریہ وغیرہ کے مذہب کا دارمدار ہے) کے بارہویں ادھیائے میں صاف الفاظ میں تحریر ہے کہ برہم ہتیا (برہمن کا مارنے والا) کرنے والا کتے، سور، گدھے، اونٹ، گائے، بکرے، بھیڑ، ہرن جانور چنڈال (یعنی جن میں جو مارے گویا گائے بکری اونٹ وغیرہ سب یک ہی حالت و حیثیت میں ہیں۔ جب تمام مذکورہ بالا جانور ایک حیثیت و حالت کے ہیں تو کون سی وجہ ہے کہ گائے کی قربانی قطعی بند کر دی جاوے اور بکری و اونٹ وغیرہ کی قربانی کی جائے اور وہ کون سی خاص وجہ ہے کہ گئو رکھشا کی جاوے اور گئو شالہ بھی بنوائے جاویں اور اونٹ و بکری وغیرہ کی رکھشا نہ کی جاوے۔ سمرتی کے لحاظ سے گئو رکھشا ایسی ہے جیسا کہ یک برہمن کے قتل پاپی کی پرورش و امداد کرنا کیوں کہ بحیثیت مذکورہ بالا گائے میں پاپی جیو موجود ہے۔

۲۔ اگر گائے کی رکھشا و تعظیم و تکریم گھی دودھ کی وجہ سے مقصود ہے تو میں اور ہر ہندو مسلمان جانتا ہی کہ بھینس و بکری کے دم سے ہندوستان میں گھی دودھ مل رہا ہے ہر شہر اور قصبہ میں دیکھ لیجئے اور ہر حلوائی سے تصدیق کر لیجئے گا کہ دودھ سوائے بھینس و بکری کے گائے کا آتا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ دودھ کھانے والے مجبوراً پانی یا بکری کے دودھ سے دودھ کھاتے ہیں۔ مگر گائے کا دودھ ان کو میسر نہیں ہوتا ہے۔ اصل تو یوں ہے کہ گائے تو ہندوؤں کے یہاں تبرکاً بطور خوبصورتی بندھی رہتی ہے۔ تاکہ جیج، تھہرگ، سوامک کے وقت کر لیا کریں درحقیقت گھی بھینس ہی کی وجہ سے ہے اور اسی سے ہندوستان کا کام چل رہا ہے پھر کوئی وجہ ہے کہ بھینس شالہ کیوں نہیں بنوائے جاتے ہیں اور نہ بھینس کی رکھشا کی جاتی ہے۔ مگر بخلاف اس کے گئو شالہ کیوں بنوائے جاتے ہیں، اور کیوں گئو رکھشا کی جاتی ہے۔

۳۔ ہمارے ہندو و آریہ دوست یہ کہتے ہیں کہ گائے کا گوشت حکماً مضر صحت اور بیماری پیدا کرنے والا ہے۔ اس لئے گائے کی قربانی بند کر دی جاوے۔ اور اس کے بجائے بکری و اونٹ کی قربانی وغیرہ کی جاوے۔ مگر ہندو و آریہ دوست یہ بتلائیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ گائے کا گوشت تو مضر صحت ہے اور بیماری پیدا کرنے والا ہے، اور پیشاب گائے کا پاک اور مفید صحت اور بیماری کھونے والا کیوں ہے جب کہ ایک ہی غذا کے جوہر سے گوشت تیار ہوا ہے اور اسی غذا کا فضلہ پیشاب ہے اگر پیشاب

پاک اور فائدہ مند ہے تو گوشت اس سے بھی زیادہ فائدہ مند ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم میں ہندوؤں میں گائے کی قربانی ہوتی تھی۔

۴۰۔ جب کہ مہرشی شاستر کے پانچویں ادھیائے میں لکھا ہے کہ اونٹ کو چھوڑ کر ایک طرف دانت رکھنے والے علاوہ ان کے جن کی ممانعت ہے کھانے کے لائق ہیں۔

گویا ایک طرف دانت رکھنے والے بھیڑ بکری۔ گائے وغیرہ وغیرہ ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں سے گائے کی قربانی قطعی بند کرائی جاتی ہے۔ اور بکری وغیرہ کی قربانی کے لئے زور دیا جاتا ہے اور لطف یہ ہے کہ اونٹ کی قربانی کرنے کو کہا جاتا ہے جس کی ہندوؤں میں ممانعت ہی ہے۔ یہ کہا جاوے کہ مسلمانوں میں اونٹ کی قربانی جائز ہے اس لئے کہا جاتا ہے تو مسلمانوں میں گائے کی قربانی بھی جائز ہے۔

۵۔ جب کہ مہابھارت کے رن پرب ادھیائے ۲۰۰ میں لکھا ہے کہ اتتی دیو۔ ج ۱۰۰۰ گائے ذبح کیا کرتا تھا۔ اور رشی منی اس کے یہاں بھوجن پایا کرتے تھے۔ اور جب مرنے کے بعد سورگ میں گیا۔ جب یہ لکھا ہے تو کون سی وجہ ہے کہ مسلمان بنی قدیمی دینی رسم و رواج سے روک جاتے ہیں۔ اور کن وجوہات سے ممبران میونسپل بورڈ کھانے کا ذکر کر کے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

۶۔ جب کہ دشنو پران مطبوعہ بنگ باسی ۱۲۵۷ بکرمی ادھیائے ۱۱، شلوک ۳ صفحہ ۲۰۴ میں لکھا ہے کہ ملیچھ سے پرے لوگ گئے۔ وہ تک تریت رہتے ہیں۔ دشنو پران دہرم شاستر ادھیائے ۳۰ میں دکوشک کے پرے لوگ رشی کے شاگردوں کا شرادھ میں گوشت کھانے کا ذکر ہے وغیرہ وغیرہ بوجہ طوالت مزید حوالہ جات درج نہیں کئے گئے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان گائے کی قربانی اور گوشت کھانے سے جائز اور ناجائز طریقہ سے روکے جاتے ہیں۔

۷۔ جب کہ پنڈت دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج اپنے ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء صفحہ ۳۲۸ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے جہاں جہاں گومیدھ لکھتے ہیں وہاں وہاں پشو کا ہی

کا مارنا لکھا ہے اس ابھیپرائے سے ہمیدہ لکھا ہے منظ نرکو مارنا کہیں نہیں لکھا۔ کیوں کہ جیسی بشتی بیل اوک نروں میں ہے ویسی استریوں میں نہیں ہے۔ اور ایک بیل سے ہزارہا گائے گربھ وتی (حاملہ) ہوتی ہیں اس سے کافی (نقصان) بھی نہیں ہوتے یعنی لکھا ہے "دوگوا توبندھیوا اگربشیائے" یہ برہمن کی شرتی ہے اس میں اولنگ نیردشش سے یہ جانا جاتا ہے۔ کہ بیل اوک کو مارنا گائے کو نہیں سو بھی گومیدآدک یگیوں میں انیتر (خلاف) نہیں گائے ہوتی ہیں اس کو بھی گومیدھ میں مارنا لکھا ہے سنھول سرشنی ماگنے دادیم۔ انڈدا۔ بھوما۔ بجھیست یہ برہمن کی شرتی ہے۔ اس میں استری لنگ اور ستھول پرشنی دشیش سے بندھیا گائے لی جاتی ہے۔ الیخ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ زمانہ قدیم میں گائے کی قربانی ہوتے ہوئے بھی مسلمان گائے کی قربانی سے ہر ممکن طریقہ سے روکے جاتے ہیں اور ناجائز دباؤ ڈالا جاتا ہے اور ہندو بانجھ وبیلا اور ناقابل گھی و دودھ کی گایوں کے ذبح کرنے کو بھی روکتے ہیں۔

(۵) یوں تو یجروید میں اکثر جگہ شروع سے آخر تک یگیوں کا (قربانی) ذکر ہے مگر چونسواں ادھیائے مخصوص ہے۔ تمام درج کرنے سے زیادہ طوالت ہوگی اس لئے کہیں کہیں دو ایک منتر درج کرتا ہوں۔ یہ ترجمہ پنڈت دیانند سرسوتی کے بھاشیہ کا ہے۔

یجروید ۲۴/۴ تیز رفتار گھوڑے۔ مارخور بکری۔ نیل گائے کا دیوتا سورج ہے آگے چل کر تحریر ہے بغیر پیار آئے سانڈ سے جفتی کرکے حمل ساقط کرنے والے گائے کا دیوتا اور چھوٹے قد ٹیڑھے ترچھے اعضاؤں والے پشوؤں کا دیوتا وشنو ہے ان تمام پشوؤں کو اچھے کرم کرنے والے انسان کے جاہ وحشمت کے لئے کماحقہ کام میں لانا چاہیئے۔

یجروید ۲۴/۲۴ مذکورہ بالا دو دو دائے انگوں والے پشوؤں کا دیوتا وایو (ہوا) اور بجلی ہے اور چھوٹے قد والے بیلوں کا دیوتا سوم اور اگنی (آگ) ہے۔ بانجھ گائے کا دیوتا متر اور درون ہے اُدھر اُدھر سے ہاتھ لگی ہوئی گائے کا دیوتا متر ہے۔

یجروید ۲۴/۲۴ پرہ کی پالنا کرنے والے اور اس کے سمبندیوں (رشتہ داروں) کے لئے وایو

اور وایو سے سمندھ رکھنے والے پدارتھوں (چیزوں) کے لئے نیل گائے۔ ورون دیوتا کے لئے جنگل کا مینڈھا۔ انصاف کرنے والے کے لئے کالا ہرن۔ راجہ کے لئے شیر کہا ہے بندر اور لال ہرن سرشٹ انسان کے لئے بیل گائے۔ ماننے کے لئے بطخ۔ نیلے رنگ کے چھوٹے کیڑے کے لئے چھوٹا کیڑہ حاکموں کے مارنے والے سسوبارہ سمندر دیوتا کے لئے۔ اور سر بفلک پہاڑوں کے لئے ہاتھی بنایا گیا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالہ جات ہیں مگر بوجہ خوف طوالت درج نہیں کئے جاتے ہیں (جو اس مباحثہ میں درج ہیں)۔

پس جب کہ ہندوؤں کی تمام مقدس کتابیں شہادت دیتی ہیں کہ گائے کی قربانی جائز اور مذہبی رسم ہے تو پھر کون سی وجہ ہے کہ مسلمان اس سے محروم کئے جاتے ہیں۔ فقط

محمد عبدالرحمٰن خاں ولد محمد اصغر علی خاں
ساکن حبیب گنج ضلع علی گڈھ
حال موجودہ ایٹہ ضلع ایٹہ

قطعہ تاریخ شائع ہونے کتاب ہذا
از طرف محمد عبدالرحمٰن خاں عبدؔ مولف کتاب ہذا

عجب مباحثہ لکھا ہے گوشت خوری میں
مخالفین کا جس سے ہوا ہے ناطقہ بند

ثبوت نقل۔ پھر اس پر دلیل نورِ عقل
علاج چیست اگر آریہ نہ فہمند

یہ اپنی طرز میں سب سے مگر نرالا ہے
اگرچہ اور بھی دیکھے گئے رسالے چند

ضرور تے نبود دیدنِ کتاب دگر
مناظرین اگر ایں کتاب را بینند

ہزار بار ہزار آفریں رشیدی را
چرا نہ صاحب ادراک و فہم فرمایند

چھپا نہ جلد تو ہو گی صدائے مشتاقاں
کہ از یمین و یسارت چہ بے قرار آنند

ہوئی جو فکر مجھے سال طبع ہجری کی
کہا یہ دل نے کہ لکھ عبدؔ بحث نصرت مند

تناسخ اور اسلام

یہ تو دنیا جانتی ہے کہ مذہب اسلام تناسخ (آواگون) کا قائل نہیں ہے (اور نہ تناسخ کا کوئی وجود ہے) مگر میرے کرم فرما ٹھاکر شیر سنگھ صاحب شمیم رئیس گوری ضلع فرخ آباد نے مذہب اسلام سے تناسخ کو ثابت کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی اور شعر

ہفت صد ہفتا قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام۔

سے استدلال فرمایا اور جس کی تردید اس ہیچمدان کی جانب سے ہوئی تھی چنانچہ بعد ان تحریرات جانبین کے مضمون تناسخ کو نیازمند نے مختصراً تحریر کرکے اخبار آنند پرچارک متھرا میں اشاعت کے لئے بھیجدیا۔ چونکہ یہ مضمون ایڈیٹر صاحب کے عقائد و مذہب کے ناموافق تھا غالباً اسی وجہ سے شائع نہیں فرمایا گیا۔ لہذا اب احقر نے ان مضامین کو جمع کرلیا ہے جو بصورت کتاب **تناسخ** اور **اسلام** کے نام سے عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوکر عوام کی خدمت میں پیش ہونگے۔

کیا عجب ہے۔ جو ناظرین کرام بنظر قدردانی ملاحظہ فرمائیں اور اس تالیف ہیچمدان میں کچھ نیا انداز پائیں فقط

خادم قوم
عاصی محمد عبدالرحمٰن خاں محرر جوڈیشل تحصیل ایٹہ
ضلع ایٹہ (یوپی)